THE ALFAZL QADIAN

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵
قیمت فی پرچہ ۲؍

تار کا پتہ
الفضل قادیان بٹالہ

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

اخبار الفضل قادیان

ہفتہ میں دوبار

ایڈیٹر :- غلام نبی ۔ اسسٹنٹ - مہر محمد خان

نمبر ۲ | مورخہ ۶ جولائی سنہ ۱۹۲۳ء | یوم جمعہ | مطابق ۲۰ ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۱ھ | جلد ۱۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو پیچش کی شکایت رہی اب آرام ہے۔

علاقہ ارتداد کے وہ مجاہدین جن کی جگہ دوسرے اصحاب کام کرنے کے لئے پہنچ گئے ہیں۔ ۲ جولائی کو اور کچھ ۳ جولائی کو واپس آگئے ہیں۔ واپس آنے والے اصحاب کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے خوشنودی مزاج کی ایک چٹھی مرحمت فرمائی ہے۔ جو اگرچہ مختصر ہے۔ لیکن اس کا ایک ایک لفظ محبت سے پر ہے۔ اور اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حضور کو اپنے خدام سے کیسی بے نظیر الفت اور محبت ہے۔ دوسرے پرچہ میں انشاء اللہ وہ چٹھی درج کی جائیگی ؛

مجاہدین علاقہ ارتداد کا ورود قادیان میں
شاندار استقبال

۲ جولائی کو مبلغین کا وہ وفد جو علاقہ ارتداد میں اپنا عرصہ ختم کر چکا ہے۔ ۹ بجے کے قریب قادیان پہنچا قصبہ سے باہر مدرسہ احمدیہ اور ہائی سکول کے طلباء معہ اساتذہ اور دیگر اصحاب بڑی تعداد میں جمع تھے جنہوں نے اہلاً و سہلاً و مرحبا کے بلند نعروں کے ساتھ وفد کا استقبال کیا۔ وفد آگے آگے اور باقی سب اصحاب ان کے پیچھے قصبہ میں داخل ہوئے۔ ارکان وفد سیدھے مسجد مبارک میں آئے۔ اور وضو کر کے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے حضور پیش ہوئے۔ حضور نے ہر ایک سے مصافحہ کیا اس کے بعد آنیوالے اصحاب نے دو دو رکعت نماز ادا کی اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے ایک مختصر سی تقریر فرمائی۔ اور دعا کی۔ اسکے بعد مجاہدین کو جنہیں پہلے آنیوالے بھی شامل تھے۔ مسجد میں ہی دودھ کی میٹھی لسی پلائی گئی۔ اور ناشتہ کھلایا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تقریر

حضور نے اس موقعہ پر سورہ فاتحہ کی تلاوت کر کے حسب ذیل تقریر فرمائی :-

وہ وفد جو اسوقت کے حالات کے ماتحت

پہلا وفد

تھا۔ گو اس سے بھی پہلے بعض جماعتیں ملکانوں کی طرف جا چکی تھیں۔ یہ وفد اس لحاظ سے پہلا تھا کہ جب پہلے وفد گیا تھا۔ اس کے متعلق خیال تھا کہ موقع اور محل کی تحقیق کریگا۔ اس وفد کے متعلق میں نے اسی جگہ تقریر کی تھی اور کہا تھا۔ کہ جو آج ہی جانا چاہے۔ وہ روانگی کے لئے

تیار ہو جائے اسوقت جس قدر آدمیوں کی ضرورت تھی اس سے
زیادہ نے اپنے آپ کو پیش کیا اور پیشتر اسکے کہ اس دن کی
شام ہوتی۔ انکو ہم نے یہاں سے روانہ کردیا ؛

جانیوالے لوگ جس نیت اور جس ارادہ سے گئے۔ اور
جس رنگ میں انھوں نے

خدا کے دین کی خدمت

کے لئے کام کیا اس کا بدلہ تو اللہ تعالیٰ ہی دے سکتا ہے اور
اسی سے یہ معاملہ تعلق رکھتا ہے۔ نہ تو ہم میں سے کسی کی طاقت
ہے کہ ان کے اخلاص کا اندازہ لگائے اور نہ یہ طاقت ہے کہ
اسکی قیمت ادا کرسکے کیونکہ اخلاص کی قیمت سوائے اسکے جس سے
اخلاص ہو۔ کچھ نہیں ہو سکتی۔ میں نے ایک دفعہ

رؤیا ء

میں دیکھا حضرت مسیح ایک نہایت سفید چبوترے پر اسطرح
کھڑے ہیں کہ ایک پاؤں اوپر کی سیڑھی پر ہے۔ اور ایک نچلی پر اور
آسمان کی طرف اس طرح ہاتھ پھیلائے ہیں کہ گویا کچھ مانگ رہے ہیں
اسوقت آسمان سے ایک شکل اترنی شروع ہوئی۔ جو عورت کی شکل
تھی اس کے لباس کے ایسے ایسے عجیب رنگ تھے جنہیں بعض
دنیا میں کبھی دیکھے ہی نہیں گئے۔ اسکو دیکھ کر میں نے
سمجھا کہ حضرت مریمؑ ہیں۔ جب وہ نیچے پہنچی تو اس نے حضرت
مسیح کے اوپر اپنے بازو پر کی طرح پھیلا دئے۔ اور جیسے ماں
بچہ کے سر پر پیار سے ہاتھ رکھتی ہے اسی طرح اپنے ہاتھ
حضرت مسیح کے سر پر رکھ دئے۔ اور پیار سے بےمثال محبت کے
ساتھ اس کی طرف جھک گئی۔ اور حضرت مسیح بھی اسکی طرف
اس طرح جھک گئے جس طرح بچہ پیار لینے کے لئے ماں کی طرف
جھکتا ہے۔ نظارہ ایسا لطیف اور قلب پر اثر کرنیوالا
تھا کہ میرے سارے جسم کے روم روم میں اثر کر گیا۔
اور اسوقت یہ فقرہ میری زبان سے جاری ہو گیا۔

Love create love.

محبت کا بدلہ محبت

ہی ہے یعنی محبت کی قیمت یہی ہے کہ جس سے محبت کی
جائے اسکے دل میں محبت پیدا ہو جاتی ہے۔
وہ مریم تو گویا تھی میرے نزدیک وہ محبت کی تمثال تھی کہ
جب انسان کے دل میں خدا کی محبت پیدا ہوتی ہے تو
اس کے لئے آسمان سے نازل ہوتی ہے۔ اور

مسیح ہر وہ انسان ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی خاطر اور اس کے
دین کی خدمت کے لئے گھر سے نکلتا ہے۔ چونکہ محبت کا بدلہ خود
وہی وجود ہوتا ہے جس سے محبت کی جاتی ہے اس لئے جو
شخص خدا کیلئے اخلاص کے ساتھ گھر سے نکلتا ہے
اسکو کوئی بندہ کس طرح بدلہ دے سکتا ہے۔ بندہ تو اسے خواہ
اپنا سب کچھ بھی دیدے تو بھی حق ادا نہیں کرسکتا۔ کوئی
انسان نہ تو کسی کے اخلاص کا اندازہ لگا سکتا ہے۔ اور نہ
اخلاص کا بدلہ دے سکتا ہے۔ لیکن

ایک بات

ہم کرسکتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ جو لوگ خدمت دین کے لئے نکلے
ان کے لئے دعائیں کرسکتے ہیں۔ اور اس طرح ان کے
کام میں شریک ہو سکتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
ایک دفعہ جب جنگ کو جا رہے تھے تو فرمایا۔ تم کسی
وادی میں سے نہیں گذرتے کہ کچھ ایسے لوگ
ہیں۔ جو مدینہ میں رہتے ہوئے تمہارے ساتھ
نہ ہوں۔ کسی لڑائی میں تم شامل نہیں ہوتے
کہ وہ اسمیں شریک نہیں ہوتے۔ اور تمہارے لئے
کوئی اجر نہیں جس میں ان کا حصہ نہ ہو۔ صحابہ نے
پوچھا یا رسول اللہؐ یہ کس طرح ؟ فرمایا۔ اسلئے کہ
وہ لوگ عذر اور مجبوری کی وجہ سے پیچھے رہتے ہیں
مگر انکے دل تمہارے ہی ساتھ ہوتے ہیں۔ پس وہ جو کسی عذر کی وجہ سے پیچھے رہ گئے ہیں
وہ انکے ساتھ شریک ہو سکتے ہیں جو میدان میں کام کرنے کے لئے گئے ہیں جبکہ
انکے دل ان کے ساتھ شریک ہوں۔ وہ ان کے ساتھ شامل ہو سکتے
ہیں۔ جبکہ ان کی دعائیں ان کے ساتھ پھر رہی ہوں
اسلئے ایک نصیحت تو میں ان لوگوں کو جو نہیں جاسکے
یہ کرتا ہوں کہ جانیوالوں کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔

دوسرے آنیوالوں کی مثال

دیکر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ لوگ جنہوں نے ابھی تک
اپنے آپ کو اس خدمت کے لئے پیش نہیں کیا۔ انہیں سے کئی
ایسے ہونگے جو سمجھتے ہونگے کہ شاید ہم یہ کام کرسکیں
یا نہ۔ اور خود ان میں سے بھی بعض کو یہی شک ہوگا
جو واپس آگئے ہیں۔ مگر جب وہ گئے اسوقت سے اب
بہتر حالت میں آئے ہیں۔ اس تین ماہ کے عرصہ میں اگر وہ

یہاں رہتے۔ تو آج جو حالت ان کی ہے اسکی بجائے کیا ہوتی۔
اسمیں کوئی فرق نہ ہوتا۔ مگر آج جبکہ وہ واپس آئے ہیں اس حالت
سے ان کی حالت بہتر ہے۔ کیونکہ اگر نہ جاتے تو ان کی حالت یہ
ہوتی کہ خدا کے وعدہ کو پورا کرنے کے منتظر ہوتے۔ مگر اب ایسے
ہیں کہ فمنہم من قضی نحبہٗ جنہوں نے خدا کے وعدہ کو پورا
کردیا ہے اگر نہ جاتے تو ان کی حالت میں کچھ فرق نہ ہوتا۔ اور
اگر گئے۔ تو دنیاوی لحاظ سے ان کا کوئی ایسا نقصان نہیں
ہوا۔ جو ناقابل تلافی ہو۔ مگر جانے پر خدا تعالیٰ کی رضا ان کو
حاصل ہو گئی۔ جو اگر یہاں رہتے تو حاصل نہ ہو سکتی ؛

اسبات کی طرف توجہ دلاکر میں ان لوگوں کو جو ابھی جانے کے
لئے تیار نہیں ہوئے۔ بلکہ سوچ رہے ہیں۔ کہتا ہوں دیکھ لو
جانیوالوں کو کیا نقصان پہنچا۔ کچھ بھی نہیں۔ ہاں

ثواب کے مستحق

ہو گئے۔ بہت لوگ ہوتے ہیں۔ جو بزدلی اور تردد کی وجہ سے
ثواب سے محروم رہ جاتے ہیں۔ وہ اسی خیال میں پڑے رہتے
ہیں کہ ابھی اور اسکو سوچ لیں۔ دیکھ لیں کیا ہوتا ہے۔ اسی تردد
میں وقت گذر جاتا ہے۔ پس میں ان لوگوں کو مخاطب کرکے دو
باتیں کہتا ہوں۔ جو گئے نہیں۔ اور نہ جانے کیلئے تیار ہوئے ہیں مگر
ہماری جماعت میں شامل ہیں۔ اول یہ کہ اگر وہ کسی عذر کی
وجہ سے مثلاً خرچ نہ ہونے کی وجہ سے۔ یا بیمار ہونے کے باعث
یا یہاں کسی ایسی خدمت کے سپرد ہونے کے سبب کہ وہ بھی دین
کا ہی کام ہے۔ اور اس سے فراغت نہیں ہو سکتی۔ جو لوگ
نہیں جاسکے۔ وہ بھی

جانیوالوں کے ساتھ ثواب میں شامل

ہیں۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داماد کو جنگ
پر جانے سے اسلئے روک دیا کہ آپ کی بیٹی بیمار تھی۔ اور اسکی خبرگیری
ضروری تھی۔ یہ بات اسکو شاق گذری۔ تو آپ نے فرمایا
تم بھی ثواب میں ایسے ہی شریک ہو جیسے جنگ پر جانیوالے۔
گو یہ دنیاوی کام تھا جسکی وجہ سے اسے پیچھے رہنا پڑا۔
لیکن چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے ماتحت تھا
اسلئے وہ بھی ثواب میں شریک سمجھا گیا۔ اسی طرح وہ لوگ جو
ہمارے حکم سے رہ رہے ہیں انکو بھی ایسا ہی ثواب ملیگا جیسا
وہاں جانیوالوں کو کیونکہ درحقیقت ثواب اطاعت میں ہے نہ کہ
اپنی مرضی کے ماتحت کوئی کام کرنے میں ؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

یوم جمعہ - قادیان دارالامان - ۶ر جولائی ۱۹۲۳ء

علاقہ ارتداد میں مبلغین جماعت احمدیہ قادیان کا طرزِ عمل

دیگر علماء اور واعظین کے مقابلہ میں

یوں تو علماء نے اسی وقت سے ہماری مخالفت شروع کر رکھی ہے۔ جبکہ ہمارے مبلغ علاقہ ارتداد میں پہنچے تھے۔ چنانچہ دیوبندی علماء کے قائم مقام مولوی مرتضیٰ حسن در بھنگی نے علاقہ ارتداد میں "پھر پنجاب میں ہمیں احمدیوں۔ عیسائیوں حتیٰ کہ دہریوں سے بھی بدتر کہکر واجب القتل قرار دیا۔ اور انجمن نمائندگان نے جسے تمام مسلمان انجمنوں کی قائم مقام ہونے کا دعویٰ ہے۔ ابتدائی تجاویز پر غور کرتے وقت ہی ہمیں علیحدہ کرنے کا ریزولیوشن پاس کر کے اخبارات میں شایع کر دیا تھا جس پر دیگر مسلمان اخبارات نے عموماً اور معزز معاصر "زمیندار" نے خصوصاً اپنے ایڈیٹوریل کالموں میں سخت نفرت اور ناپسندیدگی کا اظہار کیا تھا لیکن علماء پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔ اور اس کے بعد انہوں نے ہر موقع پر اور ہر جگہ ہماری مخالفت جاری رکھی۔ جہاں جہاں ہمارے مبلغ کام کر رہے ہیں۔ وہاں کے لوگوں کو ان کے خلاف اکسایا گیا۔ اور ہر ممکن طریق سے تکالیف پہنچانے کی کوشش کی گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تصادم کے خوف سے ہمیں بعض مقامات سے اپنے مبلغوں کو واپس بلا لینا پڑا۔ حالانکہ وہ نہایت عمدگی سے کام کر رہے تھے اور وہاں کے لوگ بھی انکی حسن کارکردگی پر خوش تھے۔ اس قسم کے کچھ واقعات تو اخبارات میں آ چکے ہیں۔ اور باقی پورے ثبوت کے ساتھ پیش کئے جا سکتے ہیں۔ جنہیں علماء کرام کی مہربانی اور نوازش سے روز بروز اضافہ ہو رہا ہے ؛

لیکن حلقہ ارتداد میں ہماری مخالفت اور ایذا رسانی کو کافی نہ سمجھا گیا۔ ایک نئے انتظام اور منصوبہ کے ماتحت ہمارے خلاف مضامین شایع کرنے شروع کر دیئے گئے ہیں جس کی وجہ یہ ہے۔ جو بیساختہ انجمن نمائندگان کے "شعبہ اشاعت" نے ظاہر کر دی ہو کہ یہ بہت سے سادہ لوح شرفا اخبارات کے مطالعہ سے اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ بہترین کام کرنے اور امانت و دیانت سے خدمات دینی انجام دینے والے صرف مرزائی ہیں" گویا مسلمان شرفا کی احمدی مبلغین کی بے لوث اور پُرجوش خدمات دینی کی طرف جو توجہ ہو رہی ہے اس نے علماء کو مجبور کر دیا ہے۔ کہ اخبارات میں ہماری مخالفت میں اپنا سارا زور صرف کر دیں۔ ہم پر جھوٹے سچے الزام لگا کر شریف مسلمانوں کو ہماری مخالفت پر اسی طرح کھڑا کر لیں جس طرح وہ خود کھڑے ہیں ؛

ہماری جماعت نے فتنہ ارتداد کے انسداد کا کام کسی قسم کی تعریف و توصیف کیلئے اختیار نہیں کیا۔ بلکہ محض اسلام کی حفاظت اور خدا تعالیٰ کی رضا کیلئے اختیار کیا ہے۔ اسلئے جہاں بڑی سے بڑی مخالفت ہمارے ارادوں کو متزلزل ہمارے حوصلہ کو پست اور ہماری قوت عمل کو کمزور نہیں کر سکتی۔ وہاں کسی کی تعریف و توصیف کے بھی ہم متمنی نہیں ہیں۔ اور نہ اس خیال سے علماء کی تازہ مخالفانہ مساعی کے متعلق کچھ کہنا چاہتے ہیں کہ عام مسلمان ان کے دہوکہ میں آ کر اپنے اس خیال کو بدل لینگے۔ جو علاقہ ارتداد میں ہماری چند روزہ خدمات دینی کے متعلق انکو پیدا ہوا ہے۔ بلکہ ہم اگر کچھ کہنا چاہتے ہیں تو صرف اسلئے کہ فتنہ ارتداد کے ہوش ربا ساتھ کی جو اہمیت عام مسلمانوں نے سمجھی ہے۔ اسمیں علماء کے بے جا شور و شر سے کمی واقع ہو جائے اور وہ کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو کر ایسی روش نہ اختیار کر لیں جو اسلام اور مسلمانوں کیلئے نہایت نقصان رسان ثابت ہو۔

مبلغین جماعت احمدیہ پر سب سے بڑا الزام علماء کی طرف سے لگایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ احمدی مبلغ ملکانوں میں اپنے مخصوص عقائد بیان کر کے دیگر علماء سے تصادم اور تزاحم پیدا کرتے ہیں لیکن کیا حقیقت یہی ہے کہ احمدی مبلغین ابتداً اختلافی مسائل چھیڑتے ہیں اور علماء کو مجبوراً جواب میں مخالفت کرنی پڑتی ہے اسکے متعلق ہم پہلے بھی ایک بار لکھ چکے ہیں اور اب پھر لکھتے ہیں کہ ہمارے مبلغین نے اس وقت تک اپنے عقائد کو بیان کرنے سے ہمیشہ پرہیز کیا ہے۔ جب تک کوئی خاص وجہ نہیں پیدا ہو گئی۔ اور ان وجوہات میں سے ایک بڑی وجہ خود مولویصاحبان ہیں۔ جو لوگوں کو ہمارے مبلغوں کے خلاف بھڑکانے اور انکو گاؤں سے نکلوانے کے لئے ہمارے عقائد کو غلط اور نادرست طریق سے بیان کرتے پھرتے ہیں۔ اور ناواقف لوگوں کو اعتراض سکھا کر ہمارے مبلغوں پر کراتے ہیں۔ ایسی حالت میں کس طرح ممکن ہے۔ کہ غلط بیانیوں کی تردید کیلئے اپنے صحیح عقائد نہ پیش کئے جائیں بس ہمارے مبلغین نے اگر اپنے عقائد پیش کئے تو اسی صورت میں یا پھر ان ناگزیر حالات میں جن کا ذکر آگے آئیگا ؛

مولویصاحبان کو اس سے قطعاً انکار ہے کہ انکی طرف سے اختلافی مسائل کے چھیڑنے کی کبھی ابتدا ہوئی مگر ہم اسکے لئے تیار ہیں کہ ایک غیر جانبدار کمیشن کے ذریعہ تحقیقات کرائی جائے جس کے سامنے ہم مولویصاحبان کی چھیڑخانیوں کے واقعات معہ ثبوت پیش کرینگے۔ اور وہ انکی تردید میں جو کچھ کہنا چاہیں کہیں بالآخر کمیشن فیصلہ کر دے ؛

معزز معاصر "زمیندار" اور "وکیل" جنہوں نے فتنہ ارتداد کے سلسلہ میں نہایت بیش قیمت خدمت سرانجام دی ہیں۔ مولویصاحبان کی ان تحریروں کی بنا پر جو حال میں ان کے پاس پہنچی ہیں ایک بار پھر بڑے زور کے ساتھ طرفین کو تصادم اور تخالف سے بچنے کی تلقین کی ہے ہمیں تو اسکے متعلق نہ پہلے کوئی عذر تھا نہ اب ہے۔ لیکن وہ لوگ جو معزز ایڈیٹر صاحبان کے باہمی جھگڑوں سے باز رہنے کی بیش قیمت نصیحت کو سننا بھی گوارا نہیں کرتے۔ حتیٰ کہ انہیں "باہمی" کا لفظ بھی استعمال کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ ان کے متعلق کیا کیا جائیگا۔ چنانچہ انجمن رضائیہ کے خاص رکن اور وفد خدام الصوفیہ علی پور کے امیر مولوی غلام احمد صاحب اخگر نے جو عریضہ بخدمت ایڈیٹر صاحبان اخبارات اسلامی عموماً وایڈیٹر صاحب "زمیندار خصوصاً" شائع کیا ہے اسمیں لکھتے ہیں :-

"میں بڑے ادب سے ان بزرگوں کی خدمت میں عرض کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ الفاظ "باہمی" اور "آپس میں" ہمارے تعلقات پر استعمال کرنا ہی گستاخی معاف سخت غلطی ہے کیونکہ ہمارا اور مرزائیوں کا اختلاف درحقیقت اندرونی اور باہمی اختلاف نہیں ہے بلکہ ہم دونوں فرق کا مذہب ہی علیحدہ علیحدہ ہے"

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
یوم جمعہ - قادیان دارالامان - ۶ر جولائی ۱۹۲۳ء

علاقہ ارتداد میں مبلغین جماعت احمدیہ قادیان کا طرز عمل

دیگر علماء اور واعظین کے مقابلہ میں

یوں تو علماء نے اسی وقت سے ہماری مخالفت شروع کر رکھی ہے۔ جبکہ ہمارے مبلغ علاقہ ارتداد میں پہنچے تھے۔ چنانچہ دیوبندی علماء کے قائم مقام مولوی مرتضیٰ حسن در بھنگی نے علاقہ ارتداد میں "پھر پنجاب میں ہیں قادیانی" عیسائیوں حتیٰ کہ دہریوں سے بھی بدتر کہکر واجب القتل قرار دیا۔ اور انجمن نمائندگان نے جسے تمام مسلمان انجمنوں کی قائم مقام ہونے کا دعویٰ ہے۔ ابتدائی تجاویز پر غور کرتے وقت ہی ہمیں علیحدہ کرنے کا ریزولیوشن پاس کر کے اخبارات میں شایع کر دیا تھا۔ جسپر دیگر مسلمان اخبارات نے عموماً اور معزز معاصر "زمیندار" نے خصوصاً اپنے ایڈیٹوریل کالموں میں سخت نفرت اور ناپسندیدگی کا اظہار کیا تھا لیکن علماء پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔ اور اس کے بعد انہوں نے ہر موقع پر اور ہر جگہ ہماری مخالفت جاری رکھی۔ جہاں جہاں ہمارے مبلغ کام کر رہے ہیں۔ وہاں کے لوگوں کو ان کے خلاف اکسایا گیا۔ اور ہر ممکن طریق سے تکالیف پہنچانے کی کوشش کی گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تصادم کے خوف سے ہمیں بعض مقامات سے اپنے مبلغوں کو واپس بلا لینا پڑا۔ حالانکہ وہ نہایت عمدگی سے کام کر رہے تھے۔ اور وہاں کے لوگ بھی انکی حسن کارکردگی پر خوش تھے۔ اس قسم کے کچھ واقعات اخبارات میں آ چکے ہیں۔ اور باقی پورے ثبوت کے ساتھ پیش کئے جا سکتے ہیں جنہیں علماء کرام کی مہربانی اور نوازش سے روز بروز اضافہ ہو رہا ہے ؎

لیکن حلقہ ارتداد میں ہماری مخالفت اور ایذا رسانی کو کافی نہ سمجھا گیا بلکہ ایک نئے انتظام اور منصوبہ کے ماتحت ہمارے خلاف مضامین شایع کرنے شروع کر دئے گئے ہیں۔ جسکی وجہ یہ ہے۔ جو جیساکہ انجمن نمائندگان کے "شعبہ اشاعت" نے ظاہر کر دی ہے کہ یہ بہت سے سادہ لوح شرفا اخبارات کے مطالعہ سے اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ بہترین کام کرنے اور امانت و دیانت سے خدمات دینی انجام دینے والے صرف مرزائی ہیں۔ گویا مسلمان شرفا کو احمدی مبلغین کی بے لوث اور پرجوش خدمات دینی کی طرف جو توجہ ہو رہی ہے اس نے علماء کو مجبور کر دیا ہے۔ کہ اخبارات میں ہماری مخالفت میں اپنا سارا زور صرف کر دیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں یہ اقدام بھی اگر شریف مسلمانوں کو ہماری مخالفت پر اسی طرح کھڑا کر دیں جس طرح وہ خود کھڑے ہیں ؎

ہماری جماعت نے فتنہ ارتداد کے انسداد کا کام کسی قسم کی تعریف و توصیف کیلئے اختیار نہیں کیا۔ بلکہ محض اسلام کی حفاظت اور خدا تعالیٰ کی رضا کیلئے اختیار کیا ہے اسلئے جہاں بڑی سے بڑی مخالفت ہمارے ارادہ کو متزلزل نہیں کر سکتی اور ہمارے حوصلہ کو پست اور ہماری قوت عمل کو کمزور نہیں کر سکتی۔ وہاں کسی کی تعریف و توصیف کے بھی ہم متمنی نہیں ہیں۔ اور نہ اس خیال سے علماء کی تازہ مخالفانہ مساعی کے متعلق کچھ کہنا چاہتے ہیں کہ عام مسلمان ان کے دھوکہ میں آ کر اپنے اس خیال کو بدل لینگے۔ جو علاقہ ارتداد میں ہماری چند روزہ خدمات دینی کے متعلق انکو پیدا ہوا ہے۔ بلکہ ہم اگر کچھ کہنا چاہتے ہیں تو صرف اسلئے کہ فتنہ ارتداد کے ہوش ربا ماحول کی جو اہمیت عام مسلمانوں نے سمجھی ہے۔ اسمیں علماء کے بے جا شور و شر سے کمی واقع ہو جائے اور وہ کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو کر ایسی روش نہ اختیار کر لیں جو اسلام اور مسلمانوں کیلئے نہایت نقصان رساں ثابت ہو۔ مبلغین جماعت احمدیہ پر سب سے بڑا الزام علماء کی طرف سے لگایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ احمدی مبلغ ملکانوں میں اپنے مخصوص عقائد بیان کر کے دیگر علماء سے تصادم اور تزاحم پیدا کرتے ہیں۔ لیکن کیا حقیقت یہی ہے کہ احمدی مبلغین ابتداً اختلافی مسائل چھیڑتے ہیں۔ اور علماء کو مجبوراً جواب میں مخالفت کرنی پڑتی ہے۔ اسکے متعلق ہم پہلے بھی ایک بار لکھ چکے ہیں۔ اور اب پھر لکھتے ہیں کہ ہمارے مبلغین نے اس وقت تک اپنے عقائد کو بیان کرنے سے ہمیشہ پرہیز کیا ہے۔ جب کوئی خاص وجہ نہیں پیدا ہو گئی۔ اور ان وجوہات میں سے ایک بڑی وجہ خود مولوی صاحبان ہیں۔ جو لوگوں کو ہمارے مبلغوں کے خلاف بھڑکانے اور انکو گاؤں سے نکالنے کے لئے ہمارے عقائد کو غلط اور نادرست طریق سے بیان کرتے پھرتے ہیں۔ اور ناواقف لوگوں کو اعتراض سکھا کر ہمارے مبلغوں پر کراتے ہیں۔ ایسی حالت میں کس طرح ممکن ہے۔ کہ غلط بیانیوں کی تردید کیلئے اپنے صحیح عقائد نہ پیش کئے جائیں۔ پس ہمارے مبلغین نے اگر اپنے عقائد پیش کئے۔ تو اسی صورت میں۔ یا پھر ان ناگزیر حالات میں جن کا ذکر آگے آئیگا ؎

مولوی صاحبان کو اس سے قطعاً انکار ہے کہ انکی طرف سے اختلافی مسائل کے چھیڑنے کی کبھی ابتدا ہوئی۔ مگر ہم اسکے لئے تیار ہیں کہ ایک غیر جانبدار کمیشن کے ذریعہ تحقیقات کرائی جائے جس کے سامنے ہم مولوی صاحبان کی چھیڑ خانیوں کے واقعات معہ ثبوت پیش کرینگے۔ اور ان کی تردید میں جو کچھ کہنا چاہیں کہیں۔ بالآخر کمیشن فیصلہ کرے ؎

معزز معاصر "زمیندار" اور "وکیل" جنہوں نے فتنہ ارتداد کے سلسلہ میں نہایت بیش قیمت خدمت سرانجام دی ہیں۔ مولوی صاحبان کی ان تحریروں کی بنا پر جو حال میں ان کے پاس پہنچی ہیں ایک بار پھر بڑے زور کے ساتھ طرفین کو تصادم اور تخالف سے بچنے کی تلقین کی ہے۔ ہمیں تو اسکے متعلق نہ پہلے کوئی عذر تھا نہ اب ہے۔ لیکن وہ لوگ جس قدر زیادہ مولوی صاحبان کے باہمی جھگڑوں سے باز رہنے کی بیش قیمت نصیحت کو سننا بھی گوارا نہیں کرتے۔ حتیٰ کہ "ہمیں باہم" کا لفظ بھی استعمال کرنے کی اجازت نہیں دیتے ان کے متعلق کیا کیا جائیگا۔ چنانچہ انجمن رضائے خاص کن وفد خدام الصوفیہ علی پور کے امیر مولوی اخگر نے جو عریضہ بخدمت ایڈیٹر صاحب ... وایڈیٹر صاحب زمیندار ...
میں بھیجا ...
جا ...

جن لوگوں کے یہ خیالات ہوں۔ کس طرح ممکن ہے۔ کہ انہیں ہمارے ساتھ الجھے بغیر چین آسکے۔ یہی وجہ ہے کہ علاقہ ارتداد میں ہمارے مبلغین کے لئے سب سے زیادہ تکالیف کا باعث یہی رضائی فرقہ کے لوگ ہو رہے ہیں۔ یہی احمدیت کے متعلق گندے اعتراض کرکے لوگوں کو بھڑکاتے ہیں۔ انہی کی وجہ سے ہمارے مبلغ اعتراض کے جواب دینے اور اپنے صحیح عقائد پیش کرنے کی ضرورت سمجھتے ہیں۔ اور یہی علاقہ ارتداد میں کام کرنے والے اپنے مولویوں میں سے کچھ علما کو "مرزائی مبلغین" کی مخالفت کے لئے خاص طور پر وقف کرنے کا اعلان کر چکے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے آزاد کا خیل صاحب نے جماعت رضائیہ کے ایک رکن کی حیثیت سے ۲۷ رجون کے وکیل اور دوسرے اخبارات میں جو مضمون شائع کرایا ہے۔ اس میں باہمی اختلاف کا سارا الزام ہم پر لگایا ہے اور معاصر "وکیل" نے اسی کی بنا پر باہمی مناقشات کی ذمہ دار احمدی مبلغین کو قرار دے دیا ہے۔ جس کا ہمیں اس لئے افسوس ہے۔ کہ یک طرفہ بیان پر فیصلہ دے دیا گیا ہے۔

"فتنہ ارتداد کے انسداد کے لئے باہمی تصادم سے بچنا نہایت ضروری ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہم شروع سے اس کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ اس کے متعلق کامیابی کی جو صورت ہے اور جسے قبل ازیں ہم پیش کر چکے ہیں۔ اسے اختیار نہیں کیا جاتا جو یہ ہے۔ کہ جہاں جہاں کسی جماعت کے مبلغ کام کر رہے ہیں۔ وہاں دوسری جماعت کے مبلغ قطعاً نہ جائیں۔ اور صرف اپنے اپنے حلقہ میں کام کریں۔ اس طرح نہ آپس میں تصادم ہوگا۔ نہ کوئی جھگڑا اٹھیگا۔ اور نہ وہ قوت اور وقت جو دشمنان اسلام کے مقابلہ میں خرچ ہونا چاہئے۔ آپس کی تو تو میں میں میں صرف ہوگا۔

اس کے سوا ہمیں تو کوئی ترکیب نظر نہیں آتی جس سے آپس کے جھگڑوں کا سد باب ہو سکے۔ اور نہ آج تک کسی نے پیش کی ہے۔ یہ تو کہا جاتا ہے کہ آپس کے تصادم سے بچو۔ مگر یہ کوئی نہیں بتاتا کہ بچنے کا طریق کیا ہے۔

معزز معاصر "زمیندار" یہ مشورہ دیتا ہے کہ

"ہمارے قادیانی احمدی بھائیوں کو چاہئے کہ سب سے پہلے وہ ملکانوں کو خدا کی وحدانیت اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے کی تعلیم دیں۔ اور انہیں پابند صوم صلوۃ بنائیں۔ ان کے لئے مدرسہ کھولیں۔ ان کو دینی تعلیم دیں۔ جب فتنہ ارتداد فرو ہو جائیگا۔ اس کے بعد ان کو ہر وقت احمدیت کی تعلیم کی اشاعت کا حق حاصل ہے۔" (۲۳ رجون ۱۹۲۳ء)

اسی طرح معاصر "وکیل" رقمطراز ہے۔

فرقہ بندی کے امتیاز کو نظر انداز کرتے ہوئے صرف اس امر کی کوشش میں ہمہ تن مصروف عمل ہو جانا چاہئے۔ کہ ملکانہ راجپوت "سر دست لا اله الا الله محمد رسول الله" کی لسانی اور قلبی تصدیق کرکے اسلام کے حلقہ بگوش تو ہو جائیں۔ (۲۷ رجون ۱۹۲۳ء)

لیکن ہماری گذارش یہ ہے۔ کہ اگر حسب ذیل امور کا کوئی انتظام کیا جا سکے۔ تو معزز معاصرین کے پیش کردہ مشورہ پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ ورنہ ان حالات کو مد نظر رکھکر بتایا جائے۔ کہ ہمارے مبلغ کیا کریں۔

اوّل یہ کہ اگر آریوں سے یہ اقرار کرا لیا جائے کہ وہ ملکانوں میں خدا تعالےٰ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن کریم پر اعتراضات کرکے انہیں اسلام سے متنفر نہیں کریں گے۔ اور ان مسائل کی تفصیلات میں پڑ کر غلط اور دھوکہ دہ طریق سے ان کے دلوں میں شکوک و شبہات نہیں پیدا کریں گے۔ تو ہمارے مبلغ بھی "سر دست لا اله الا الله محمد رسول الله کی لسانی اور قلبی تصدیق" کرانا کافی سمجھیں گے۔ لیکن اگر آریہ ایسا نہ کریں۔ تو ہمارے مبلغین کو مجبوراً ان کے اکثر اعتراضات کا جواب اپنے عقائد کے مطابق ایسے رنگ میں جواب دینا پڑیگا جو دوسرے علماء کے عقائد کے خلاف ہوگا۔ اور اس طرح دیگر علماء سے اختلاف رونما ہوگا۔ چونکہ ہمارا یقین ہی نہیں۔ بلکہ تجربہ ہے۔ کہ آریوں کے اعتراضات کے دندان شکن اور مسکت جواب وہی ہیں جو ہم اپنے عقائد کے مطابق اور اسلام کی صحیح تعلیم کے ماتحت دیتے ہیں۔ اس لئے ہم انہی کو پیش کرنے پر مجبور ہیں۔ اور انہی کو دوسرے علما اختلاف قرار دیتے ہیں۔

دوم یہ کہ جہاں جہاں ہمارے مبلغ کام کر رہے ہیں وہاں کے متعلق ایسا انتظام کر دیا جائے کہ کوئی ملکانہ فوت نہ ہو۔ کیونکہ کسی کے فوت ہونے پر ہمارا ہر ایک مبلغ مذہباً مجبور ہے۔ کہ اس کا جنازہ نہ پڑھے۔ اور جب جنازہ نہ پڑھیگا۔ تو لوگ اس کی وجہ پوچھینگے۔ اور اس پر اسے اپنے عقائد بیان کرنے پڑیں گے۔ پس وہ غیر احمدی علماء جو ہمارے خلاف سب سے زیادہ سنگین یہ الزام لگا رہے ہیں۔ کہ ہم اپنے عقائد پیش کرتے ہیں۔ انہیں چاہئیے کہ سب سے اول وہ اس علاقہ میں ملکانوں کا مرنا بند کر دیں۔ جہاں ہمارے آدمی کام کر رہے ہیں۔

سوم یہ کہ جس جس گاؤں میں ہمارے مبلغ کام کرتے ہیں۔ وہاں اگر کوئی مولوی صاحب جائیں۔ تو ہمارے مبلغ کی اقتدا میں نماز پڑھیں۔ کیونکہ ہم مذہباً کسی غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھنے پر مجبور ہیں۔ اس لئے ہم تو پڑھ نہیں سکتے۔ اور اگر غیر احمدی مولوی صاحب بھی نہ پڑھینگے تو گاؤں کے لوگ اس کی وجہ پوچھینگے۔ اور ہمیں ان کو بتانا پڑے گی۔ جو اس کے سوا کیا ہو سکتی ہے۔ کہ ہم اپنے عقائد بیان کر دیں۔

چہارم۔ آریوں کی طرف سے اخبارات میں اعلان ہوا تھا کہ احمدیوں کے خلاف مولویوں نے جو کفر کے فتوے دئے ہیں۔ وہ بھیجے جائیں۔ یہ اعلان انہوں نے اس لئے کیا۔ کہ ملکانوں کو وہ فتوے سنا کر کہیں کہ احمدی تو مسلمان ہی نہیں۔ تم کو کیا مسلمان بنائیں گے۔ چنانچہ کئی مقامات پر آریوں نے ہمارے مقابلہ کی کوئی اور صورت نہ دیکھکر یہ حربہ چلایا بھی ہے۔ ایسی صورت میں لازمی ہے کہ ہم اپنے عقائد بیان کرکے اپنا مسلمان ہونا ثابت کریں۔ اس سے اگر اختلاف پیدا ہوتا ہے۔ تو مولوی صاحبان کو چاہئے کہ ہمارے خلاف جس قدر فتوے شائع ہو چکے ہیں۔ ان کو واپس لے لیں۔ اور اعلان

جن لوگوں کے یہ خیالات ہوں۔ کس طرح ممکن ہے۔ کہ انہیں ہمارے ساتھ الجھے بغیر چین آسکے۔ یہی وجہ ہے کہ علاقہ ارتداد میں ہمارے مبلغین کے لئے سب سے زیادہ تکالیف کا باعث یہی رضائی فرقہ کے لوگ ہو رہے ہیں۔ یہی احمدیت کے متعلق گندے اعتراض کرکے لوگوں کو بھڑکاتے ہیں۔ انہی کی وجہ سے ہمارے مبلغ اعتراض کے جواب دینے اور اپنے صحیح عقائد پیش کرنے کی ضرورت سمجھتے ہیں۔ اور یہی علاقہ ارتداد میں کام کرنے والے اپنے مولویوں میں سے کچھ علما کو مرزائی مبلغین کی مخالفت کے لئے خاص طور پر وقف کرنے کا اعلان کر چکے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے آزاد کا خیں صاحب نے جماعت رضائیہ کے ایک رکن کی حیثیت سے ۲۷ رجون کے وکیل اور دوسرے اخبارات میں جو مضمون شائع کرایا ہے۔ اس میں باہمی اختلاف کا سارا الزام ہم پر لگایا ہے اور معاصر "وکیل" نے اسی کی بنا پر باہمی مناقشات کی ذمہ دار احمدی مبلغین کو قرار دے دیا ہے جس کا ہمیں اس لئے افسوس ہے۔ کہ یک طرفہ بیان پر فیصلہ دے دیا گیا ہے۔

"فتنہ ارتداد کے انسداد کے لئے باہمی تصادم سے بچنا نہایت ضروری ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہم شروع سے اس کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ اس کے متعلق کامیابی کی جو صورت ہے اور جسے قبل ازیں ہم پیش کر چکے ہیں۔ اسے اختیار نہیں کیا جاتا جو یہ ہے۔ کہ جہاں جہاں کسی جماعت کے مبلغ کام کر رہے ہیں۔ وہاں دوسری جماعت کے مبلغ قطعاً نہ جائیں۔ اور صرف اپنے اپنے حلقہ میں کام کریں۔ اس طرح نہ آپس میں تصادم ہوگا۔ نہ کوئی جھگڑا اٹھیگا۔ اور نہ وہ قوت [...]ت جو دشمنان اسلام کے مقابلہ میں خرچ ہونا [...]ی تو تو میں میں میں صرف ہوگا۔

[...] تو کوئی ترکیب نظر نہیں آتی [...] سدباب ہو سکے۔ اور [...] آتا ہے کہ آپس [...] طریق

"ہمارے قادیانی احمدی بھائیوں کو چاہیئے کہ سب سے پہلے وہ ملکانوں کو خدا کی وحدانیت اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے کی تعلیم دیں۔ اور انہیں پابند صوم صلوٰۃ بنائیں ان کے لئے مدرسے کھولیں۔ ان کو دینی تعلیم دیں۔ جب فتنہ ارتداد فرو ہو جائیگا۔ اس کے بعد ان کو ہر وقت احمدیت کی تعلیم کی اشاعت کا حق حاصل ہے" (۲۲ رجون ۱۹۲۳ء)

اسی طرح معاصر "وکیل" رقمطراز ہے۔

"فرقہ بندی کے امتیاز کو نظر انداز کرتے ہوئے صرف اس امر کی کوشش میں ہمہ تن مصروف عمل ہو جانا چاہیئے۔ کہ ملکانہ راجپوت سر دست لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی لسانی اور قلبی تصدیق کرکے اسلام کے حلقہ بگوش تو ہو جائیں۔" (۲۷ رجون ۱۹۲۳ء)

لیکن ہماری گذارش یہ ہے۔ کہ اگر حسب ذیل امور کا کوئی انتظام کیا جاسکے۔ تو معزز معاصرین کے پیش کردہ مشورہ پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ ورنہ ان حالات کو مد نظر رکھکر بتایا جائے۔ کہ ہمارے مبلغ کیا کریں۔

اول یہ کہ اگر آریوں سے یہ اقرار کرا لیا جائے کہ وہ ملکانوں میں خدا تعالیٰ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن کریم پر اعتراضات کرکے انہیں اسلام سے متنفر نہیں کریں گے۔ اور ان مسائل کی تفصیلات میں پڑکر غلط اور دھوکہ دہ طریق سے ان کے دلوں میں شکوک و شبہات نہیں پیدا کریں گے۔ تو ہمارے مبلغ بھی "سر دست لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی لسانی اور قلبی تصدیق" کرانا کافی سمجھیں گے۔ لیکن اگر آریہ ایسا نہ کریں۔ تو ہمارے مبلغین کو مجبوراً ان کے اکثر اعتراضات کا جواب اپنے عقائد کے مطابق ایسے رنگ میں جواب دینا پڑیگا جو دوسرے علماء کے عقائد کے خلاف ہوگا۔ اور [...] دیگر علماء سے اختلاف رونما ہوگا۔

چونکہ ہمارا یقین ہی نہیں۔ بلکہ تجربہ ہے۔ کہ آریوں کے اعتراضات کے دنداں شکن اور مسکت جواب وہی ہیں۔ جو ہم اپنے عقائد کے مطابق اور اسلام کی صحیح تعلیم کے ماتحت دیتے ہیں۔ اس لئے ہم انہی کو پیش کرنے پر مجبور ہیں۔ اور اسکو دوسرے علما اختلاف قرار دیتے ہیں۔

دوم یہ کہ جہاں جہاں ہمارے مبلغ کام کر رہے ہیں وہاں کے متعلق انتظام کر دیا جائے کہ کوئی ملکانہ فوت نہ ہو۔ کیونکہ کسی کے فوت ہونے پر ہمارا ہر ایک مبلغ مذہباً مجبور ہے۔ کہ اس کا جنازہ نہ پڑھے۔ اور جب جنازہ نہ پڑھیگا۔ تو لوگ اس کی وجہ پوچھینگے۔ اور اس پر اسے اپنے عقائد بیان کرنے پڑیں گے۔ پس وہ غیر احمدی علماء جو ہمارے خلاف سب سے زیادہ سنگین یہ الزام لگا رہے ہیں۔ کہ ہم اپنے عقائد پیش کرتے ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ سب سے اول وہ اس علاقہ میں ملکانوں کا مرنا بند کر دیں۔ جہاں ہمارے آدمی کام کر رہے ہیں۔

سوم یہ کہ جس جس گاؤں میں ہمارے مبلغ کام کرتے ہیں۔ وہاں اگر کوئی مولوی صاحب جائیں۔ تو ہمارے مبلغ کی اقتدا میں نماز پڑھیں۔ کیونکہ ہم مذہباً کسی غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھنے پر مجبور ہیں۔ اس لئے ہم تو پڑھ نہیں سکتے۔ اور اگر غیر احمدی مولوی صاحب بھی نہ پڑھینگے تو گاؤں کے لوگ اس کی وجہ پوچھینگے۔ اور ہمیں ان کو بتانا پڑے گی۔ جو اس کے سوا کیا ہو سکتی ہے۔ کہ ہم اپنے عقائد بیان کر دیں۔

چہارم۔ آریوں کی طرف سے اخبارات میں اعلان ہوا تھا کہ احمدیوں کے خلاف مولویوں نے جو کفر کے فتوے دئے ہیں۔ وہ بھیجے جائیں۔ یہ اعلان انہوں نے اس لئے کیا کہ ملکانوں کو وہ فتوے سنا کر کہیں کہ احمدی تو مسلمان ہی نہیں۔ تم کو کیا مسلمان بنائیں گے۔ چنانچہ کئی مقامات پر آریوں نے ہمارے مقابلہ کی کوئی اور صورت نہ دیکھکر یہ حربہ چلایا بھی ہے۔ ایسی صورت میں لازمی ہے کہ ہم اپنے عقائد بیان کرکے اپنا مسلمان ہونا ثابت کریں۔ اس سے اگر اختلاف پیدا ہوتا ہے۔ تو مولوی صاحبان کو چاہیئے کہ ہمارے خلاف جس قدر فتوے شائع ہو چکے ہیں۔ ان کو واپس لے لیں۔ اور اعلان

کردیں۔ کہ ہمارے خلاف سب فتوے منسوخ سمجھے جاتے ہیں۔

پنجم یہ۔ اگر تمام فرقوں کے لوگ اپنے آپ کو حنفی دیوبندی۔ رضائی۔ اہلحدیث وغیرہ کہلانا چھوڑ دیں تو ہم بھی احمدی نہیں کہلائینگے۔ کیونکہ جس طرح دوسرے فرقوں کے نام سنکر قدرتاً ملکانوں کو ان کی خصوصیات معلوم کرنے کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح احمدی کے لفظ سے ہمارے متعلق حالات معلوم کرنے کی خواہش کی جاتی ہے۔ اور ہمیں بتانے پڑتے ہیں۔ جس پر کہا جاتا ہے کہ ہم اپنے عقائد پیش کرکے اختلافات پیدا کرتے ہیں۔

یہ چند موٹی موٹی باتیں ہیں جن کو پیش کرکے ہم معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ان حالات میں ہم سوائے اس کے اور کیا طرز عمل اختیار کر سکتے ہیں۔ جو اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اور اسپر مولوی صاحبان کا اسقدر برافروختہ ہونا کہاں تک جائز ہے۔ ہم سے یہ توقع رکھنا تو عبث ہے۔ کہ ہم اپنے عقائد سے ایک لمحہ کیلئے بھی دست بردار ہو جائینگے۔ اگر ہمیں اپنے عقائد پر اتنا بھی وثوق اور ایمان نہیں۔ کہ ان پر قائم رہ سکیں اور کسی قسم کا دباؤ ہمیں ان سے ڈگمگا سکتا ہے۔ تو کس منہ سے ہم تبلیغ کے میدان میں کھڑے ہو سکتے ہیں۔ اور کس قوت سے ہم غیروں کو اسلام کی طرف لا سکتے ہیں۔ دوسروں کو اپنی طرف کھینچ کر لانے کیلئے سب سے ضروری امر یہ ہے کہ انسان اپنی جگہ پر مضبوطی کے ساتھ قائم اور برقرار رہے۔ اور خواہ کچھ ہو جائے ایک بال بھر بھی وہاں سے نہ سرکے۔ پس ہم اس بات کیلئے تو قطعاً تیار نہیں ہیں۔ کہ کسی ایسے موقع پر ایسی حالت میں جہاں ہمیں اپنے عقائد بیان کرنے ضروری ہوں محض اس وجہ سے خاموش رہیں کہ دوسرے مولوی صاحبان برا مناتے ہیں۔ اور اس طرح احمدیت کے خلاف لوگوں میں غلط خیالات پھیلنے دیں۔ ہاں ہم تصادم سے بچنے کے بھی دل سے متمنی ہیں۔ اور اس کیلئے ہر جائز اور مناسب مشورہ پر کاربند ہونے کے لئے تیار ہیں۔

ہمارے نزدیک اسکی صورت سوائے اس کے اور کوئی نہیں کہ ہر جماعت اور ہر فرقہ کے لوگ الگ الگ حلقہ میں کام کریں۔ اور ایک فریق بغیر دوسرے فریق کی خواہش اور رضامندی کے اس کے حلقہ میں قطعاً دخل نہ دے۔ تمام مسلمان اخبارات کو عموماً اور ذمہ دار لیڈروں کو خصوصاً اس بارہ میں کوشش کرنی چاہئیے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب آریوں کی تائید میں

دشمنی اور عداوت کی اس سے بدترین مثال اور کیا ہو سکتی ہے کہ آریہ سماج کے متعلق ہمارے دو مضامین جو دیگر مسلمان اخبارات نہایت فراخ دلی سے اپنے قیمتی صفحوں میں شائع کر رہے ہیں۔ ان کے خلاف مولوی ثناء اللہ صاحب ایسے طریق سے خامہ فرسائی کر رہے ہیں۔ کہ آریہ اخبارات اسکو اپنی خاص تائید سمجھکر اپنے اخبارات میں شائع کر رہے ہیں۔ چنانچہ آریہ دھرم کے نابود ہونے کے متعلق جو مضمون اخبارات میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کے خلاف مولوی ثناء اللہ کا لکھا ہوا مضمون آریہ اخبارات پرکاش اور آریہ گزٹ بڑے طمطراق سے شائع کر رہے ہیں۔

کیا یہ شرم کا مقام نہیں کہ وہ مولوی ثناء اللہ جو "شیر اسلام" کا دعویٰ رکھنے کے باوجود نہ صرف فتنہ ارتداد کی روک تھام میں ایک لمحہ کیلئے بھی آریوں کے سامنے کھڑا نہیں ہو سکا بلکہ ان کی تائید میں یہ فتویٰ شائع کر چکا ہے کہ "ہر ایک موحد کے دل میں آریہ سماج کی عزت ہونی چاہئیے" وہ ہماری مخالفت میں ایسے وقت میں اندھا ہو رہا ہے۔ جبکہ ہماری ساری قوت آریہ سماجی فتنہ کو دور کرنے اور ارتداد کا مقابلہ کرنے میں صرف ہو رہی ہے۔ اگر مولوی ثناء اللہ کے نزدیک اس آریہ سماج کی ہر ایک موحد کے دل میں عزت ہونی چاہئیے جس کے بانی نے اسلام کے خلاف بدترین فحش کلامی سے کام لیا ہے اور جو ابتدا ہی سے اسلام کے متعلق اپنی شرمناک دشمنی کا ثبوت دیتی چلی آرہی ہے۔ تو کیا مولوی صاحب سے اتنا بھی نہیں ہو سکتا کہ اس وقت جبکہ جماعت احمدیہ ہمہ تن آریوں کی اسلام کی تباہ کن کوششوں کے مقابلہ پر کھڑی ہے اس کے متعلق اپنی معاندانہ روش کو ایسے رنگ میں تو نہ ظاہر کرتے جس سے آریوں کو مدد ملے۔

کاش مولوی صاحب کو اپنی نفسانیت کے مقابلہ میں اسلام کا ذرا بھی درد ہوتا۔ تا ان کی یہ حالت نہ ہوتی۔

سناتن دھرمی اور آریہ سماجی

اگرچہ سناتن دھرم ہندو مذہب کا کثیر حصہ آریوں کا اب بھی اسی طرح مخالف ہے جس طرح فتنہ ارتداد سے قبل تھا۔ لیکن بعض لوگ ان کی جانبداریوں میں اگر تحریک شدھی کی وجہ سے ان کے ہمدرد بن گئے تھے جن میں سے ایک سناتن دھرم پرچارک امرتسر کے ایڈیٹر صاحب بھی ہیں۔ جنہوں نے چند ہی دن ہوئے آریہ سماجیوں کی حمایت میں ایک خاص مضمون شائع کیا تھا جس میں مسلمانوں کے مقابلہ میں آریوں سے ہمدردی ظاہر کی تھی۔ لیکن ایڈیٹر صاحب کو جلدی ہی معلوم ہو گیا۔ کہ آریوں سے ہمدردی کرنا اپنی جڑھیں کاٹنا ہے۔ کیونکہ آریہ اپنے ساتھ ہندوؤں کی ہمدردی سے یہ نتیجہ اخذ کر رہے ہیں۔ کہ "سناتن دھرم چلا" اور یہ اعلان کر رہے ہیں۔ کہ چونکہ بعض ہندو اپنے عقائد کو چھوڑ رہے ہیں۔ اس لئے وہ سناتن دھرم پر قائم نہیں رہ سکتے۔ اس کے جواب میں سناتن دھرم (۲۶ رجون) لکھتا ہے۔

"آج تک کسی سماجی نے بھی باوجود کئی ممبر افریقہ گئے یا کمزور ہو گئے۔ اپنی زبان سے اپنی عورت کو نہیں کہا کہ اے میری عورت بیماری یا غیر حاضری میں کسی دوسرے سے لڑکا پیدا کرے۔ کسی سماجی نے عملاً ثابت کرکے نہیں دکھایا۔ اور کسی باحمیت سماجی نے کبھی اس قسم کا اشتہار تک نہیں چھپوایا کہ میں افریقہ جاتا ہوں۔ یا میں کمزور ہو گیا ہوں۔ وقت گذر جانے یا کمزوری یا نامردی کی حالت میں بیوی کسی دوسرے سے اولاد پیدا کر سکتی ہے۔ اور اسے کھلی اجازت ہے۔ شادیوں اور بیواؤں کی دوسری شادی کے اعلان یا اشتہار تو پرکاش میں ہر ہفتے شائع ہوتے رہتے ہیں لیکن نیوگ کیلئے کبھی کسی سماجی نے کوئی اشتہار نہیں دیا۔ اور اگر دیا بھی تو مسئلہ نیوگ پر آجتک عمل نہیں ہوا پھر کیا آریہ سماج قطعی چل دیا۔ یا مر گیا؟"

جواب تو بہت معقول ہے۔ لیکن جسطرح کسی کے سناتن دھرم کے کسی عقیدہ کو ترک کرنے پر آریوں نے یہ اعلان کر دیا۔ کہ سناتن دھرم چلا۔ اسی طرح کیا جب ملکانوں کی شدھی کی رو گذر جائیگی تو اسوقت آریہ سناتنی ہندؤں کو یہ نہ کہینگے کہ شدھی میں حصہ لیکر یا اس کی تائید کرکے تم نے خود اس بات کا ثبوت بہم پہنچا دیا۔ کہ "سناتن دھرم چلا"۔ کیونکہ سناتن دھرم شدھی کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ اس وقت آریوں کو کیا جواب دیا جائیگا۔ بہتر ہو کہ ایڈیٹر صاحب سناتن دھرم اور دوسرے سناتنی اصحاب جو شدھی سے اگر کسی قسم کی ہمدردی رکھتے ہوں۔ تو اس امر پر غور کریں۔

۸۶ے

خطبۂ جمعہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک الہام "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" کا پورا ہونا اور اس کے متعلق جماعت احمدیہ کا فرض

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۹ جون ۱۹۲۳ء

حضور نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

آج کا خطبہ جمعہ

میں ایک ایسے امر کے متعلق بیان کرنا چاہتا ہوں۔ جو اتفاقاً آج میری آنکھوں کے سامنے آگیا۔ جمعہ کے وقت سے تھوڑی دیر پہلے میں جو غسل کرنے کے لئے کمرہ میں داخل ہوا۔ تو دروازہ بند کرتے ہوئے

"الفضل" کا ایک ٹکڑا

میری آنکھوں کے سامنے آگیا۔ اور وہ اس کا پہلا صفحہ تھا۔ جو دروازے کے اوپر چسپاں تھا۔ اس کے اوپر ایک عبارت تھی۔ جو خود بخود میری آنکھوں کے سامنے آگئی اور وہ یہ تھی کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" (الہام مسیح موعودؑ)

یہ الہام ایک لمبا عرصہ تک "الفضل" پر لکھا جاتا رہا ہے۔ اور "الفضل" ہفتہ میں دو بار میرے سامنے آتا رہا ہے۔ اور میں اس لحاظ سے کہ

سلسلہ کا آرگن

سمجھا جاتا ہے۔ اور اس لحاظ سے کہ چونکہ اسکے مضامین ہماری طرف سے سمجھے جاتے ہیں۔ اور ہماری طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ اسلئے یہ دیکھنے کے لئے کہ اگر کوئی غلطی ہو۔ یوں تو انسان سے غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ لیکن اگر کوئی ایسی غلطی ہو۔ جس سے سلسلہ پر حرف آتا ہو۔ تو اسکی اصلاح کرادی جائے

الفضل سارا پڑھتا ہوں

اور ہمیشہ پڑھتا ہوں لیکن وہ پھٹا ہوا ٹکڑہ جب میری نظر پڑی۔ اس نے میرے اندر عجیب کیفیت پیدا کردی میں اسکو دیکھ کر اس کے پاس کھڑا ہو گیا۔ اور اس فقرہ کو پھر پڑھا کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" کتنا چھوٹا سا فقرہ ہے لیکن کیسی

عظیم الشان بات

اس میں بیان کی گئی ہے۔ ایک ایسا شخص جس کا نام اسکے اردگرد کے دیہات کے لوگ بھی نہیں جانتے تھے اور جب جاننے لگے۔ تو ایسی صورت میں کہ اس کے ساتھ چھونا بھی حرام سمجھتے تھے۔ گویا جب تک وہ انسان دنیا کے سامنے نہیں آیا تھا۔ گمنام تھا۔ اور جب سامنے آیا۔ تو بدنام تھا۔ لیکن وہ اس گمنامی کی حالت میں کہتا ہے۔ خدا نے مجھے کہا ہے۔ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" یہ نہیں کہا کہ میں تیری تبلیغ کو پہنچاؤں۔ نہ یہ کہا کہ تیرے اہل ملک تک پہنچاؤں۔ اور نہ یہ کہا کہ تیرے ہم مذہب تجھے مان لینگے بلکہ یہ کہا کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" یعنی کوئی علاقہ۔ کوئی قوم اور کوئی مذہب مخصوص نہیں کیا جاتا۔ یہ نہیں کہا جاتا۔ کہ مسلمان کہلانیوالے تجھے مان لینگے۔ کیونکہ اگر یہ کہا جاتا۔ تو کوئی کہہ سکتا تھا کہ چونکہ اسوقت مسلمان محتاج ہیں۔ ایک لیڈر کے۔ ان میں تفرقہ اور فساد برپا ہے۔ وہ غربت اور فقر کی حالت میں مبتلا ہیں۔ ان پر ذلت اور مسکنت کی چادر چھائی ہوئی ہے ایسے وقت میں وہ کسی ایسے انسان کی راہ دیکھ رہے ہیں۔ جو آئے اور اگر ان کی دنیاوی حالت درست کرنے کے ساتھ ہی خدا کا قرب بھی حاصل کرائے۔ اسلئے ممکن ہے۔ کہ ان کی قوم اسے مان لے۔ مگر یہ نہیں کہا گیا۔ اسی طرح یہ بھی نہیں کہا گیا۔ کہ فلاں قوم تک تیری تبلیغ پہنچاؤنگا کیونکہ بہت سی قومیں ایسی ہیں۔ جو ذلت اور ادبار میں گرفتار ہونے کی وجہ سے تیار ہیں کہ کوئی شخص ان کی حالت کو بہتر بنانے کا دعویدار بنکر کھڑا ہو۔ اور وہ اس کے پیچھے لگیں۔ پھر یہ بھی نہیں کہا جاتا کہ تیرے ملک میں تیرے نام کو پھیلا دوں گا۔ کیونکہ بہت سے ملک اس بات کے لئے تیار ہیں کہ ان کو ترقی دینے کے نام سے کوئی کھڑا ہو۔ اور وہ اس کے ساتھ چل جائیں۔ جیسے یہ ہندوستان ہی ہے۔ اس میں اگر کوئی کھڑا ہو کہ میں آزاد کراؤں گا۔ تو لوگ اس کے پیچھے چلنے کے لئے تیار ہیں۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں۔ اور ان کے دل میں یہ بٹھا دیا گیا ہے کہ انگریز ان پر ظلم کرتے ہیں۔ انگریز ظلم کرتے ہیں یا نہیں۔ لیکن چونکہ ان کے خیال میں ایسا ہوتا ہے۔ اور وہ سمجھتے ہیں۔ اسلئے ہر اس انسان کے پیچھے بغیر سوچے سمجھے اور بغیر عقل و فکر سے کام لئے چلنے کے لئے تیار ہیں۔ جو یہ کہے۔ کہ میں عنقریب تم کو حکومت دلادوں گا۔ جیسے مسٹر گاندھی نے کہا۔ یہ قطعاً

عقل کے خلاف بات

تھی کہ چند ماہ کے اندر اندر کوئی حکومت دلا سکتا۔ لیکن مسٹر گاندھی کہتا تھا کہ دسمبر تک ہندوستان کو انگریزوں سے آزاد کرا دوں گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ میں جو کچھ کہوں سو وہ کرو۔ اس پر ہندو مسلمان غلاموں کی طرح اس کے پیچھے چل پڑے۔ مگر چند ماہ کے بعد کیا ہوا۔ یہ کہ وہ جو کہتا تھا میں ہندوستان کو آزاد کرا دوں گا۔ اسکی اپنی آزادی بھی چھن گئی۔ وہ خود جیل میں چلا گیا۔ اور بقول اس کے ہندوستان کے ۳۳ کروڑ باشندے غلام کے غلام ہی رہے۔ اسکی ایسی خلاف عقل بات لوگوں نے کیوں مان لی۔ اسلئے کہ ان کے قلوب تیار تھے۔ کہ ایسی بات مان لیں۔ اور انھوں نے سوچے سمجھے بغیر مان لی۔ پس اگر یہ کہا جاتا کہ تیرا ملک تیری تبلیغ کو مان لیگا۔ تو کہا جا سکتا۔ کہ ان لوگوں میں پہلے ہی اس قسم کے سیاسی جذبات پیدا ہو چکے تھے کہ وہ منتظر تھے کہ کوئی آئے اور آکر انہیں آزاد کرانے کی آواز لگائے۔ چونکہ ایسے موقع پر مرزا صاحب کھڑے ہو گئے۔ اسلئے ان کے ملک کے لوگ ان کے پیچھے چل پڑے ۔

اسی طرح اگر یہ کہا جاتا کہ میں تیری تبلیغ کو

ادنیٰ اقوام

میں پھیلاؤں گا۔ تو لوگ کہتے۔ چونکہ لوگوں میں تعلیم پھیلتی جاتی ہے۔ اور لوگ جن کو حقیر سمجھتے تھے۔ ان کو اپنی ذلت کا احساس ہو گیا ہے۔ اسلئے ان کا اپنی ترقی کے لئے کسی کو راہ نما بنا لینا ضروری تھا۔ اور انھوں نے بنا لیا۔ وہ پہلے سمجھتے تھے کہ ہمارا یہی حق ہے کہ ہم دوسروں کی خدمت کریں۔ اور خدا نے ہمیں اسی لئے پیدا کیا ہے۔ لیکن اب وہ زمانہ آگیا ہے کہ ان کی بھی آنکھیں کھل گئی ہیں۔ اور ان کے پردے بھی دور ہو گئے ہیں۔ اب انھوں نے تو دیکھ لیا ہے کہ غلامی اسی کے لئے ہے جو خود غلام بنا رہنا چاہتا ہے۔ اور آزادی اس سے دور نہیں۔ جو آزادی کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہے۔ ایسے وقت میں اگر کوئی کھڑا ہو جائے۔ اور ان لوگوں کو کہے کہ میں تمہیں آزاد کرانے آیا ہوں تو ان کا اس کے ساتھ مل جانا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ تو ملک بھی ایسے پائے جاتے ہیں۔ جن کے لوگوں پر ظلم ہو رہے یا وہ سمجھتے ہیں۔ ظلم کیا جا رہا ہے۔ اور وہ آزادی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ پھر ایسی قومیں بھی ہیں۔ جو گری ہوئی ہیں۔ یا دوسرے لوگ انہیں گرا رہے ہیں۔ وہ منتظر ہیں کہ کوئی ان کے لئے آئے اور انہیں آزاد کرائے۔ پس اگر یہ ہوتا کہ فلاں ملک یا فلاں قوم مان لیگی۔ تو کہتے۔ اس نے دیکھا۔ اس ملک یا قوم کی ایسی حالت ہے کہ وہ کسی راہ نما کی منتظر ہے اسلئے کہدیا کہ ایسا ہو گا۔ مگر یہ نہیں کہا گیا کہ ہندوستان میں تیری تبلیغ کو پہنچاؤں گا۔ نہ یہ کہا گیا کہ ادنیٰ اقوام میں تیری تبلیغ کو پہنچاؤں گا۔ بلکہ

یہ کہا گیا

کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"۔ یعنی تیری تبلیغ مسلمانوں میں جائیگی۔ اور ان پر اثر کرتی ہوئی آگے نکل جائیگی۔ پھر عیسائیوں میں جائیگی اور ان پر اثر کرتی ہوئی آگے نکل جائیگی۔ پھر یہودیوں میں جائیگی اور ان پر اثر کرتی ہوئی آگے نکل جائیگی۔ پھر ہندوؤں میں جائیگی۔ اور آگے نکل جائیگی۔ یہاں تک کہ زمین کا کوئی گوشہ اور کوئی کنارہ ایسا نہ ہوگا۔ جہاں تبلیغ نہ پہنچیگی۔ پس یہ نہیں فرمایا کہ تیری تبلیغ ہندوستان میں پہنچیگی۔ بلکہ یہ کہا کہ زمین کے کناروں تک پہنچیگی۔ ہندوستان۔ افغانستان۔ عرب۔ مصر۔ چین۔ جاپان۔ یورپ۔ امریکہ۔ غرضکہ کوئی جگہ نہ رہیگی۔ جہاں نہ پہنچیگی۔ اب

دنیا کے کنارے

خواہ مذہبی لحاظ سے لے لو۔ یا زمین کے پھیلاؤ کے لحاظ سے لے لو۔ اس میں مختلف مذہب کے لوگ بستے ہیں۔ ان میں سے ایسے بھی ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ کسی ہادی کی ضرورت نہیں ایسی قومیں بھی ہیں۔ جو کہتی ہیں۔ ہمیں کسی بچانیوالے کی ضرورت نہیں۔ ہم خود دنیا کو بچانے والے ہیں ایسے لوگوں کے متعلق یہ سوچنا اور خیال کرنا کہ ان کو اپنی بات منوا لینگے۔ کسی انسان کی طاقت میں نہیں ہے۔ وہ مظلوم قومیں جو آزادی کے لئے ہاتھ پھیلا رہی ہوں وہ محکوم ملک جو آزادی کے لئے کوشش کر رہے ہوں وہ تو ایک اس شخص کی بات مان سکتے ہیں۔ جو ان کو آزادی دلانے اور ترقی کرانے کے لئے کھڑا ہو۔ کیونکہ ان کی حالت اس بیمار کی سی ہوتی ہے۔ جس کے معالج علاج کرتے کرتے تھک جاتے ہیں۔ اور وہ صحت یاب نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں وہ کہتے ہیں۔ جلو ٹونے ٹوٹکے ہی کر دیکھو۔ اس وقت کوئی ایسی بڑھیا جو اتنا بھی نہ جانتی ہو۔ کہ طب کا لفظ ط اور ب کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ جسے یہ بھی معلوم نہ ہو۔ کہ دل کہاں ہوتا ہے اور جگر کہاں۔ وہ سل یا اور اسی قسم کی خطرناک بیماری (جس کا پتہ لگانا ڈاکٹروں کے لئے بھی بہت مشکل ہوتا ہے) کے متعلق کہتی ہے کہ یہ دوا دو۔ تو وہی دیدیتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں۔ بیمار مر تو یوں بھی رہا ہے۔ اگر یہ دوائی مفید نہ ہوئی۔ تو اس سے زیادہ اور کیا ہو جائیگا چلو یہ بھی دیدو۔ شاید اسی سے اچھا ہو جائے۔ ورنہ موت سے بڑھکر تو یہ دوائی کچھ نہ کریگی۔ اور موت پہلے ہی نظر آرہی ہے۔

اسی طرح وہ قوم جو

ذلت اور رسوائی کے گڑھے میں

گری ہوئی ہو یا سمجھتی ہو۔ کہ گری ہوئی ہے۔ اس کے پاس جب کوئی ایسا شخص جاتا ہے۔ جو اسے اٹھانے کا دم بھرتا ہے۔ تو خواہ وہ کیسی ہی ناوانی کی بات کہے۔ وہ قوم یہی کہتی ہے کہ مر تو ہم پہلے ہی رہے ہیں۔ آؤ اس کی بات بھی مان لیں۔

اسی طرح وہ ملک جو

تباہی اور ہلاکت

میں پڑا ہو۔ وہ بھی سمجھتا ہے۔ کہ تباہ تو ہم پہلے ہی ہو رہے ہیں۔ آؤ جو کچھ کوئی کہتا ہے۔ اس کی بات بھی مان کر دیکھ لیں۔ ایسی صورت میں لوگ یہ نہیں دیکھتے کہ جو کچھ کوئی کہتا ہے۔ وہ عقل کی بات ہے۔ یا نہیں۔ اور اس پر عمل کرنے سے فائدہ ممکن ہے یا نہیں۔ بلکہ اس بیمار کی طرح جسے اپنی زندگی کی کوئی امید نہیں رہتی۔ جو کچھ کوئی کہتا ہے۔ اپنی حریت کے لئے مان لیتے ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو کچھ کہا گیا۔ وہ کسی انسانی عقل میں نہیں آسکتا تھا کہ وہ کس طرح کہا جا سکتا ہے کیونکہ مذہب کے لحاظ سے دنیا میں ایسے مذاہب ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ ہم

مذہب کی اصل حقیقت

کو پا گئے۔ جیسے یورپ کے نئے نئے مذاہب ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ ہم دنیا کو بچائینگے۔ اور ہمارے ذریعہ ہی مذہب کی اصل غرض پوری ہو سکتی ہے۔ اور اگر ممالک کے لحاظ سے دیکھا جائے۔ تو ایسی قومیں بن رہی ہیں جو ترقی کی انتہائی حد کو پہنچی ہوئی ہیں۔ جیسے امریکہ والے وہ کہتے ہیں نہ صرف ہم ترقی کے انتہائی نقطہ پر پہنچ چکے ہیں۔ بلکہ ہم دنیا کو بھی انتہائی درجہ پر لیجائینگے حتیٰ کہ وہ کہتے ہیں۔ آیندہ

نئی قسم کا انسان

امریکہ سے ہی پیدا ہوگا۔ اور اس کے لئے انھوں نے علاقہ بھی مقرر کر دیا ہے۔ جو کیلفورنیا ہے کہتے ہیں۔ اس علاقہ کے لوگوں کا دماغ بہت ہی اعلیٰ ہے۔ اور ان کی نسلیں ان سے بڑھ کر ہوں گی۔ اور ان کی نسلیں

ان سے بڑھکر حتی کہ ایک نئی قسم کا انسان پیدا ہو جائیگا جو موجودہ انسانوں سے مختلف اور نہایت مکمل ہوگا۔ تو وہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے اتنا عروج حاصل کر لیا ہے۔ کہ کوئی طاقت ہمیں ہلاک کر ہی نہیں سکتی۔ اور وہ یہ نہیں کہتے کہ ہمیں انسانی مصائب کے دور کرنے کا طریق معلوم نہیں بلکہ یہ کہتے ہیں کہ ہم ہی دنیا کے مصائب دُور کرینگے۔ مگر دیکھو خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعود کو کہتا ہے کہ وہ بھی تجھ دینگے۔

یہ الہام

کتنا چھوٹا سا فقرہ ہے۔ اور کس وقت کہا گیا ہے اسوقت جبکہ زمین کے کنارے تو الگ رہے اس ضلع کے لوگ بھی آپ کو نہیں جانتے تھے۔ پھر جب آپ نے دعویٰ کیا تو اس دعوے نے کیا کہ ساری دنیا مخالف ہو گئی۔ عیسائی ہندو۔ سکھ۔ یہودی۔ مسلمان۔ نئے تعلیم یافتہ یا پرانے علوم کے ماہر سب خلاف ہو گئے۔ اور کوئی قوم ایسی نہیں کہ جس کے خلاف آپ کے دعوے میں کوئی بات نہیں پائی جاتی۔ غرضیکہ کوئی مذہب کوئی قوم اور کسی خیال کے لوگ نہیں۔ جن پر آپ کے دعویٰ سے زد نہیں پڑتی۔ یہی وجہ ہے کہ

ساری دُنیا مخالف

ہو گئی۔ اسوقت کون کہہ سکتا تھا کہ یہ الہام پورا ہوگا اسوقت تو اگر کوئی کچھ کہہ سکتا تھا۔ تو یہ کہ اچھا ہوا۔ ادھر تو دعویٰ کیا۔ اور ادھر سر منڈاتے اولے پڑنے شروع ہو گئے۔ اور یہ جھوٹ کی سزا ملی ہے کہ ہر طرف سے مخالفت شروع ہو گئی ہے۔ چونکہ بڑا بول بولا تھا۔ اسلئے جھٹ سزا مل گئی۔ مگر

نتیجہ کیا ہوا؟

یہ کہ آپ کے خلاف آندھی پر آندھی آئی۔ اور اس زور شور کے ساتھ آئی۔ کہ دیکھنے والوں نے آنکھیں بند کر لیں اور خیال کیا کہ سب کچھ اڑا کر لے جائیگی۔ لیکن جب انہوں نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ

احمدیت کا پودا

پہلے سے بھی زیادہ مضبوط اور سرسبز ہو گیا تھا۔ مگر یہ ابھی وہ زمانہ نہیں آیا۔ کہ اس الہام کی پوری حقیقت ظاہر ہو۔ اور یہ اپنی اصل شان میں پورا ہو۔ مگر یہ تو سب نے دیکھ لیا کہ

ہر ملک میں احمدیت کے بیج

بو دیئے گئے ہیں اور زمین کے کناروں تک احمدیت پہنچ چکی ہے۔ دیکھو ہندوستان سے یہ پودا چلا اور دیکھنے والوں نے دیکھا۔ اور آنکھوں والوں نے پہچانا کہ امریکہ تک پہنچ گیا ہے۔ دشمن یہ کہے تو کہے کہ میں احمدیت کو نہیں مانتا۔ مگر اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا یہ بات پوری نہیں ہوئی۔ کیونکہ وہ صداقت اور نور جو قادیان سے نکلا۔ مختلف ممالک میں پھیل گیا اور پھیل رہا ہے ٭

یہ اتنا بڑا عظیم الشان نشان ہے کہ اس پر نظر کر کے جس قدر بھی لذت اور سرور آئے۔ تھوڑا ہے اس چھوٹے سے فقرے نے میرے سامنے آکر

عجیب کیفیت

پیدا کر دی۔ اور میری آنکھوں کے سامنے وہ سارا نقشہ آگیا۔ کہ کس حالت میں یہ کہا گیا۔ اور پھر کس طرح پورا ہوا مگر میں

اپنی جماعت سے

کہتا ہوں۔ جو الہام خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتا ہے اس کا بوجھ بندوں پر بھی رکھا جاتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کے متعلق جو رؤیا دیکھی تھی۔ اس کو صحابہ نے ہی پورا کیا تھا۔ اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا تھا کہ قیصر و کسریٰ کے خزانہ کی کنجیاں آپ کو دی گئی ہیں۔ کیا ان بادشاہوں نے خود ہی بھیج دی تھیں یا کوئی فرشتہ آیا تھا جس نے لا رکھی تھیں۔ ایسا نہیں ہوا۔ پھر کیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متبعین حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں یونہی آگئیں۔ نہیں بلکہ ہزاروں مسلمانوں نے گھر در سے بے وطن ہو کر جب کئی میدانوں کو اپنے خون سے رنگ دیا۔ تب ہاتھ آئیں۔ پس بیشک وہ

خدا تعالیٰ کی طرف سے بات

تھی۔ اور اس نے ضرور پورا ہونا تھا۔ مگر اسکے پورا ہونے کا ذریعہ انسانوں کو ہی بنایا گیا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود کا جو یہ الہام ہے کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا"۔ یہ تبلیغ بھی انسانوں کے ذریعہ ہی زمین کے کناروں تک پہنچیگی۔ اور جب تک ہماری جماعت اسی ایثار اور قربانی کو کام میں نہ لائیگی۔ جو صحابہ نے دکھائی اور اسی طرح اپنی جانوں اور مالوں کو خدا کی راہ میں نہ لگا دیگی۔ اسوقت تک پوری شان کے ساتھ یہ پیشگوئی بھی پوری نہ ہوگی۔ کامل طور پر یہ پیشگوئی تبھی پوری ہوگی۔ جب

کامل قربانیاں

کی جائینگی ٭

پس میں اپنی جماعت سے کہتا ہوں کہ چونکہ تم نے اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے آثار دیکھ لئے اور تمہیں یقین ہو گیا ہے کہ یہ ضرور پوری ہوگی۔ اسلئے تم یہ بھی سمجھ سکتے ہو کہ اسکے لئے کتنی قربانی کرنی چاہیئے۔ جب تک شبہ ہو کہ قربانی کا کچھ نتیجہ نکلیگا یا نہیں۔ اسوقت تک اگر انسان قربانی کرنے سے ہچکچاتا ہے تو اور بات ہے۔ مگر تم نے دیکھ لیا کہ تمہاری قربانی ضرور پھل لائیگی۔ ایسی صورت میں اگر تم سستی دکھاؤ۔ تو تم پر بہت بڑا الزام عائد ہوگا۔ پس چاہیئے کہ ہماری جماعت اس پیشگوئی کو مکمل طور پر پورا کرنے کے لئے پوری کوشش سے کام لے۔ خدا تعالیٰ نے کسی حد تک اسکو پورا کر کے بتا دیا کہ ضرور پوری ہوگی۔ اسلئے اگر تم کوشش کرنے میں پیچھے رہے تو بہت بڑے الزام کے نیچے آؤ گے ٭

پس ہماری جماعت کا ہر ایک چھوٹا بڑا۔ مرد عورت امیر غریب اس امر کے لئے کھڑا ہو جائے کہ اس پیشگوئی کو پورا کرے۔ تاہم اس کو پورا ہوتا اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ اور فخر کریں۔ اور جائز طور پر فخر کریں کہ خدا تعالیٰ نے اس الہام کو ہمارے ہاتھ پر پورا کیا ہے ٭

بلاد غیر میں تبلیغ اسلام

برلن و لنڈن

(نوشتہ مولوی عبدالرحیم صاحب نیرؓ)

مولوی مبارک علی

مسیح کی آمد ثانی پر کہا گیا تھا کہ وہ اپنے برگزیدوں کو جمع کریگا چنانچہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ سعادت مند لوگ اللہ تعالےٰ کے فرستادہ احمد قادیانی کے علم کے گرد بہ شوق تمام جمع ہو رہے ہیں۔ اور جس غرض کے لئے مسیح موعود کی آمد مقدر تھی۔ اس میں حصہ لے رہے ہیں ان سعید لوگوں میں سے مولوی مبارک علی صاحب ایک ہیں۔ یہ بہت پیچھے آئے۔ اور میں کسی اور کی نسبت تو نہیں کہ سکتا مگر اپنی نسبت کہتا ہوں کہ بہت آگے نکل گئے ہیں۔ اور سراسر اخلاص و محبت ہیں۔ انہوں نے لنڈن میں جو کچھ کیا بہت قابل تعریف ہے۔ اور اب برلن میں جو کچھ کر رہے ہیں وہ خراج تحسین وصول کرنے کا مستحق ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

مولوی مبارک علی صاحب کی نسبت ایک انگریز نومسلم نے مجھے کہا "وہ اسلام کا نمونہ ہے اور ایک انسان جو کچھ ہونا چاہیئے۔ وہ ہے" خود برادرم مبارک علی صاحب ایک خط میں کسی غیر مبایع کے اثر کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"فلاں، فاضل پر محمود کے کلام کا لاہور کے آزاد کی نسبت زیادہ اثر ہوا"

احباب کرام اس مخلص کارکن دوست کے لئے بہت بہت دعا فرماویں۔

ہمارا برلن مشن

پایہ تخت حکومت جرمنی برلن میں اللہ تعالےٰ کے فضل و رحم کے ساتھ اچھا کام ہو رہا ہے۔ مولوی مبارک علی صاحب پورے اخلاص و محبت و محنت سے مصروف تبلیغ ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب لیکچر جلسہ اعظم مذاہب کا جرمن زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ اب صرف نظر ثانی ہو رہی ہے۔ مولوی صاحب کے احباب کا حلقہ وسیع اور کام کا دائرہ فراخ ہو رہا ہے۔ لوگوں کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے حالات دریافت کرنے کا زیادہ شوق ہو رہا ہے۔ لیکچر جلسہ اعظم کے جرمن ترجمہ کے علاوہ انگریزی ترجمہ جو ٹیچنگ آف اسلام کے نام سے موسوم ہے۔ دوبارہ طبع ہونیوالا ہے

ایک ہنگیرین پروفیسر قادیان کو

ملک ہنگری کے ایک فاضل جو ایک مشہور یونیورسٹی میں علم الہیات کے مدرس تھے۔ اور مسیح کی خدائی کے انکار کی وجہ سے ان کو عہدہ سے برطرف کر دیا گیا تھا۔ مولوی مبارک علی صاحب کو ملنے آئے۔ اور سلسلہ عالیہ کی تعلیم نے ان پر ایسا گہرا اثر کیا ہے۔ کہ وہ دل میں اسلام قبول کر چکے ہیں۔ اور اب قادیان جا کر حضرت خلیفۃ المسیح سے ملنے اور دارالامان میں رہکر اسلامی زندگی دیکھنے کا شوق رکھتے ہیں۔

لنڈن میں تبلیغ

دارالتبلیغ احمدیہ واقعہ لنڈن میں ہفتہ وار اجلاس ہوتے اور ان میں مختلف مضامین پر تقریریں کیجاتی ہیں۔ چنانچہ گذشتہ چار ہفتوں میں عاجز نے ۳ تقریریں کیں اور گذشتہ ہفتہ مولوی محمد دین صاحب نے "مسیح موعود" کے مضمون پر لیکچر دیا۔ جو بہت پسند کیا گیا حافظ عزیزالدین صاحب بفرصت کے وقت ہائیڈ پارک میں تقریر کرتے ہیں۔ اور انفرادی طور پر متلاشیان حق مبلغین اسلام سے ملتے اور رفع شکوک کراتے ہیں۔

پروفیسر ریوسکا کا موجودہ مذہب

پروفیسر موصوف نے مولوی مبارک علی صاحب سے کہا قادیان سے واپس آکر میں لوگوں کو کہوں گا۔

"میں اسلام کی تعلیم سے واقف ہوں اور اسلامی زندگی کا مطالعہ کر چکا ہوں۔ اور اب میں نے اسلام قبول کر لیا ہے کیونکہ یہ مذہب مسیح کی تعلیم کا عملی پہلو ہے۔ جسے سب سے بڑے نبی نے دنیا کے سامنے پیش کیا" پروفیسر موصوف نے فرمایا۔

"میں نے کبھی مسیح کی خدائی پر ایمان نہیں رکھا اور مجھے ملازمت سے صرف اس لئے برطرف کیا تھا کہ میں مسیحی لوگوں کے منافقانہ رویہ پر اعتراض کرتا تھا مجھے مشرق سے ایک روشنی کی امید تھی۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ میری امید اسلام ہے"

شاہان یورپ کو تبلیغ

مولوی مبارک علی صاحب لکھتے ہیں۔

مجھے اب یہ خیال بے تاب کر رہا ہے۔ کہ میں شاہان و امراء یورپ کو مسیح موعود کا پیغام پہنچا دوں۔ اور شہزادہ ویلز کے ایڈریس کو اصل اردو و مرکز یورپ کی زبانوں میں ترجمہ کرا کر کچھ کو خود جا کر ملوں۔ اور باقیوں کو خط بھیجوں۔ میں بادشاہوں سے خود ملنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ ذاتی تعارف اور ملاقات کا خط سے زیادہ اثر ہوتا ہے۔ پروفیسر ہنگری میرے ساتھ سفر کریں گے۔ وہ جرمن۔ فرنچ۔ ہنگرین اور انگریزی زبانیں بولتے ہیں۔ اور میرے ارادوں کے مؤید ہیں۔ اور پسند کرتے ہیں۔ کہ ہم اس دورہ پر نکلیں۔ جب ہم ان لوگوں سے ملینگے۔ تو چونکہ وہ بڑے بڑے آدمی ہیں۔ اخبارات ان ملاقاتوں کا ذکر چھاپینگے۔ اور سلسلہ کی اشاعت ہوگی۔ میں اپنے خدا پر بڑی امیدیں رکھتا ہوں"

مسجد برلن کا چندہ

حضور حضرت خلیفۃ المسیح موعود مدظلہ۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

چندہ مسجد برلن کے متعلق قبلہ منشی حبیب الرحمن صاحب نے حضور کا ارشاد نامہ دیا جسمیں مزید چندہ کیلئے ارشاد ہے۔ گو ہمارے گھر میں سب نے علیحدہ علیحدہ بھی اور یکجائی بھی چندہ پہلے دیدیا ہے۔ اور حضور نے اپنے ارشاد میں انکو طلب فرمایا ہے۔ جو پہلے چندہ میں شریک نہیں ہوئیں۔ لیکن ہم نے مشورہ کر کے پچیس روپیہ مزید چندہ کیلئے ہے۔ جو آج کی ڈاک میں روانہ کر دیا ہے۔ یہ چندہ مستورات خاندان منشی حبیب الرحمن صاحب کی طرف سے جمع فرمایا جاوے

بقیہ مضمون صفحہ ۲

دوسرے یہ کہ جنہوں نے ابھی تک اپنے آپ کو پیش نہیں کیا اور غفلت سے رہ گئے ہیں۔ وہ دیکھیں کہ ان میں اور ان میں جو وہاں کام کر کے واپس آئے ہیں۔ کیا فرق ہے۔ کیا وہ کنگال ہو گئے ہیں۔ اور یہ مالدار بن گئے ہیں۔ کیا ان کی جائدادیں ضائع ہو گئی ہیں۔ اور انہوں نے اپنی جائدادیں بڑھا لی ہیں۔ کیا وہ کمزور اور نحیف ہو گئے ہیں۔ اور یہ طاقتور اور زور آور بن گئے ہیں۔ کچھ بھی نہیں ہوا۔ دنیاوی لحاظ سے وہ بھی ویسے ہی ہیں۔ جیسے یہ۔ مگر دینی لحاظ سے

خدا کے خاص فضل کے وارث

ہو گئے ہیں۔ اور دوسروں کو نہ دنیا کا فائدہ ہوا نہ آخرت کا اور ان کی مثال وہی ہے کہ

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

اب میں ان کو مخاطب کرتا ہوں جو واپس آئے ہیں۔ اور ان کو بتاتا ہوں کہ بعض کام ایسے ہوتے ہیں جن کے کرنے سے

پچھلی کوتاہیاں معاف

ہو جاتی ہیں۔ ان کاموں میں سے ایک جہاد بھی ہے۔ جو شخص خدا کی راہ میں جہاد کے لئے نکلتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کے پچھلے قصور اور کوتاہیاں معاف کر دیتا ہے۔ کیونکہ وہ جب خدا کے لئے اپنا وطن اپنے عزیز اور اپنا آرام چھوڑتا ہے تو خدا تعالیٰ بھی اس کی پہلی خطاؤں کو معاف کر دیتا ہے۔ گو یہ

ہمارا جہاد

وہ جہاد نہیں۔ جیسا کہ پہلوں نے کیا۔ اسی وجہ سے مجھے رقت آ گئی تھی۔ ہماری مثال تو اس بچہ کی سی ہے جو مٹی کا گھر بنا کر کہتا ہے۔ یہ محل ہے۔ رسی کمر میں باندھ کر کہتا ہے کہ میں فوجی افسر ہوں۔ چھوٹی سی سوٹی پکڑ کر کہتا ہے کہ یہ تلوار ہے۔ میلے کچیلے کپڑوں میں سٹول پر بیٹھ جاتا ہے۔ اور کہتا ہے میں بادشاہ ہو گیا۔ ہماری مثال بھی ایسی ہی ہے حضرت مسیح موعود فرماتے۔ کہ بعض ہندو جو گوشت نہیں کھاتے وہ بوٹیوں کی شکل کی ٹکیاں بنا کر کھاتے اور انہیں بوٹیاں سمجھتے۔ مجھے اس بات پر رونا آتا ہے۔ کہ ہمیں وہ جہاد میسر نہیں جو پہلوں نے کیا۔ مگر اپنے دلوں کو خوش کرنے کے لئے چھوٹی باتوں کا نام جہاد رکھ لیا ہے۔ لیکن اگر ہمارے دلوں میں اس جہاد کا شوق ہے۔ جو پہلوں نے کیا۔ اگر ہمارے دلوں میں اس بات کی تڑپ ہے۔ کہ ہم دین کیلئے قربانی کریں۔ اور کسی قسم کی کمزوری نہ دکھائیں۔ تو وہ خدا جو ان سامانوں کو مہیا کرنے والا ہے جن کے نہ ہونے کی وجہ سے ہم وہ جہاد نہیں کر سکتے اس نے چونکہ ہمارے لئے وہ سامان مہیا نہیں کئے۔ اس لئے ہمیں اس ثواب سے محروم نہ رکھیگا۔ جو جہاد کا سامان ہونے کی وجہ سے ہو سکتا تھا۔

تو جہاد کے لفظ نے اپنی کوتاہ عملی اور اپنے دائرہ عمل کی تنگی کو میرے سامنے لا کر کھڑا کر دیا جس سے میرا

دل پگھل گیا

مگر بہر حال بچہ بھی تو بادشاہ بن کر خوش ہو ہی لیتا ہے۔ چلو نام کی مشارکت کی وجہ سے ہی ہم بھی خوش ہو لیں۔ اور لہو لگا کر شہیدوں میں مل جائیں۔ پس اسکو بھی ہم جہاد کہہ سکتے ہیں۔ گو وہ ایسا جہاد نہ ہو جیسا کہ پہلوں نے کیا۔ اور جو جہاد کے لئے نکلیں۔ ان کے لئے

خدا کی سنت

ہے کہ ان کے پچھلے گناہوں اور کوتاہیوں کو معاف کر دیتا ہے۔ کہتا ہے انہوں نے جب میری خاطر سب کچھ چھوڑ دیا۔ تو میں بھی ان کے گناہوں کو چھوڑتا ہوں۔ آپ لوگ بھی چونکہ جہاد پر گئے تھے اس لئے خدا نے آپ کا نیا حساب کھولا ہے۔ اور جس طرح خدا تعالیٰ نے ایک قلم سے تمہاری پچھلی تمام کوتاہیوں اور سستیوں کو مٹا دیا ہے۔ اسی طرح میں بھی تمہیں ایک ہی بات کہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ اب تمہارا نیا حساب شروع ہوا ہے پچھلا جو کچھ خدا تعالیٰ کا تمہارے ذمہ تھا۔ وہ مٹ گیا۔ اور بالکل سفید کاغذ ہو گیا۔ اب تم اس کو ذرا سی احتیاط اور کوشش سے ہمیشہ کے لئے صاف رکھ سکتے ہو۔ کسی میں بے جا خود پسندی ہوتی ہے کسی میں بے جا بزدلی ہوتی ہے کسی میں بے جا سختی کرنے کی عادت ہوتی ہے کسی میں بے جا کبر ہوتا ہے کسی میں دوسروں کا حق مارنے کی بدعادت ہوتی ہے۔ کسی میں اور بے جا خواہشات ہوتی ہیں ان سب بے جا باتوں کو خدا نے ایک ہی بار سے مٹا دیا ہے۔ اب تمہارے لئے موقع ہے کہ دوبارہ کوئی ایسی بات نہ ہونے دو۔

دیکھو اگر کوئی سوار گھوڑ دوڑ میں پیچھے رہ جائے اور آگے نکل جانے والے سوار ٹھہر جائیں۔ تو اس کے لئے موقع ہوتا ہے کہ ان کے ساتھ مل جائے۔ اسی طرح تمہارے لئے موقع ہے کہ تم روحانیت میں تیزی کے ساتھ بڑھ جاؤ۔ تم خدا کیلئے اپنے گھروں سے نکلے تھے۔ خدا نے تمہارے حساب کو جو اس کا تمہارے ذمہ تھا مٹا دیا۔ اور تم ایسے ہی ہو گئے جیسے کوئی انسان نہا کر میل کچیل سے صاف ہو کر نکل آئے۔ اس بات سے تم فائدہ اٹھاؤ۔ اور آئندہ کیلئے احتیاط کرو۔ کہ اب تم پر کسی قسم کی ناپاک چھینٹیں نہ پڑیں۔ پس تمہارے لئے میری یہی مختصر سی نصیحت ہے۔ اور یہی سب باتوں کی جامع ہے۔ تم نے جو کچھ کیا۔ اس کا تو

بدلا خدا تعالیٰ ہی دے گا

ہاں میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے دل تمہارے ساتھ تھے جب تم گئے۔ اور ہمارے دل تمہارے ساتھ تھے جب تم وہاں رہے اور ہمارے دل تمہارے ساتھ ہیں جب تم واپس آئے اسیطرح ہماری دعائیں تمہارے ساتھ تھیں جب تم گئے ہماری دعائیں تمہارے ساتھ تھیں جب تم رہے اور ہماری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔ جب تم آئے ہر گھڑی اور ہر قدم پر ہم تمہارے ساتھ شریک تھے۔ اس لئے خدا سے امید ہے کہ ہمیں بھی ثواب سے محروم نہ رکھیگا کیونکہ ہم اسلئے یہاں رہے۔ کہ یہاں رہکر وہاں جانے کی نسبت زیادہ خدا کے دین کی خدمت کر سکیں۔ تم نے اپنے عمل سے کام کیا جسکو ہم نے اپنی نیت کیا۔ اس لئے ہم سب ایک ہی میدان میں کھڑے تھے۔ انسانی دعائیں اور تدبیریں جو ہم کر سکتے تھے کیں۔ اور انسان جس قدر بلند کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔ اتنا کیا۔ لیکن تمہارے لئے اصل خوشی کی جو بات ہے۔ وہ یہ ہے کہ اب خدا نے تم سے

نیا حساب

شروع کر دیا ہے۔ اسلئے اس نئی کاپی کو صاف رکھنے کی کوشش کرو تاکہ مرنے کے وقت تمہاری حالت ویسی ہو جیسے ایک عربی شاعر کہتا ہے

انت الذی ولدتک امک باکیا
والناس حولک یضحکون سرورا
فاحرص علی عمل تکون اذا بکوا
فی وقت موتک ضاحکا مسرورا

شاعر کہتا ہے۔ اے انسان تو وہ ہے کہ جب پیدا ہوا تھا تو رو رہا تھا اور لوگ خوشی سے ہنس رہے تھے کہ ہمارے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ اب تم کو چاہئے کہ لوگوں سے اسکا بدلہ لے۔ اور مومن شریفانہ بدلا لیتا ہے پس تو اسطرح بدلا لے کہ ایسے عمل کر کہ جب تو مرنے لگے تو تو ہنس رہا ہو۔ کہ میں اپنی ذمہ داری کو پورا کر کے چلا ہوں۔ اور لوگ رو رہے ہوں۔ کہ ایسا نفع رساں انسان ہم سے جدا ہو رہا ہے۔

پس تم اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر ایسے ہی بن جاؤ یہی ساری نصائح کی جڑ ہے اور سب کامیابیوں کی کنجی ہے۔ اب میں

دوسرے یہ کہ جنہوں نے ابھی تک اپنے آپ کو پیش نہیں کیا اور غفلت سے رہ گئے ہیں۔ وہ دیکھیں کہ ان میں اور ان میں جو وہاں کام کرکے واپس آئے ہیں۔ کیا فرق ہے۔ کیا وہ کنگال ہوگئے ہیں۔ اور یہ مالدار بن گئے ہیں۔ کیا ان کی جائدادیں ضائع ہوگئی ہیں۔ اور انہوں نے اپنی جائدادیں بڑھالی ہیں۔ کیا وہ کمزور اور نحیف ہوگئے ہیں۔ اور یہ طاقتور اور زورآور بن گئے ہیں۔ کچھ بھی نہیں ہوا۔ دنیاوی لحاظ سے وہ بھی ویسے ہی ہیں۔ جیسے یہ۔ مگر دینی لحاظ سے

خدا کے خاص فضل کے وارث

ہو گئے ہیں۔ اور دوسروں کو نہ دنیا کا فائدہ ہوا نہ آخرت کا۔ اور ان کی مثال وہی ہے کہ

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

اب میں ان کو مخاطب کرتا ہوں۔ جو واپس آئے ہیں۔ اور ان کو بتاتا ہوں کہ بعض کام ایسے ہوتے ہیں جنکے کرنے سے

پچھلی کوتاہیاں معاف

ہو جاتی ہیں۔ ان کاموں میں سے ایک جہاد بھی ہے۔ جو شخص خدا کی راہ میں جہاد کے لئے نکلتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کے پچھلے قصور اور کوتاہیاں معاف کر دیتا ہے۔ کیونکہ وہ جب خدا کے لئے اپنا وطن اپنے عزیز اور اپنا آرام چھوڑتا ہے تو خدا تعالیٰ بھی اس کی پہلی خطاؤں کو معاف کر دیتا ہے اگرچہ

ہمارا جہاد

وہ جہاد نہیں۔ جیسا کہ پہلوں نے کیا۔ اسی وجہ سے مجھے رقت آگئی تھی۔ ہماری مثال تو اس بچہ کی سی ہے۔ جو مٹی کا گھر بنا کر کہتا ہے۔ یہ محل ہے۔ رسی کمر میں باندھکر کہتا ہے کہ میں فوجی افسر ہوں۔ چھوٹی سی سوٹی پکڑ کر کہتا ہے یہ تلوار ہے۔ پیلے کپڑوں میں سٹول پر بیٹھ جاتا ہے۔ اور کہتا ہے میں بادشاہ ہوگیا۔ ہماری مثال بھی ایسی ہی ہے حضرت مسیح موعود فرماتے۔ کہ بعض ہندو جو گوشت نہیں کھاتے وہ بوٹیوں کی شکل کی ٹکیاں بنا کر کھاتے اور انھیں بوٹیاں سمجھتے۔ مجھے اس بات پر رونا آتا ہے۔ کہ ہمیں وہ جہاد میسر نہیں جو پہلوں نے کیا۔ مگر اپنے دلوں کو خوش کرنے کے لئے چھوٹی باتوں کا نام جہاد رکھ لیا ہے۔ لیکن اگر ہمارے دلوں میں اس جہاد کا شوق ہے۔ جو پہلوں نے کیا۔ اگر ہمارے دلوں میں اس بات کی تڑپ ہے۔ کہ ہم دین کیلئے قربانی کریں۔ اور کسی قسم کی کمزوری نہ دکھائیں۔ تو وہ خدا جو ان سامانوں کو مہیا کرنے والا ہے جن کے نہ ہونے کی وجہ سے ہم وہ جہاد نہیں کر سکتے اس نے چونکہ ہمارے لئے وہ سامان مہیا نہیں کئے۔ اس لئے ہمیں اس ثواب سے محروم نہ رکھیگا۔ جو جہاد کا سامان ہونے کی وجہ سے ہو سکتا تھا۔

تو جہاد کے لفظ نے اپنی کوتاہ عملی اور اپنے دائرہ عمل کی تنگی کو میرے سامنے لا کر کھڑا کر دیا۔ جس سے میرا

دل پگھل گیا

مگر بہرحال بچہ بھی تو بادشاہ بن کر خوش ہو ہی لیتا ہے۔ چلو نام کی مشارکت کی وجہ سے ہی ہم بھی خوش ہو لیں۔ اور ہو سکتا کہ شہیدوں میں مل جائیں۔ پس اسکو بھی ہم جہاد کہہ سکتے ہیں۔ گو وہ ایسا جہاد نہ ہو جیسا کہ پہلوں نے کیا۔ اور جو جہاد کے لئے نکلیں۔ ان کے لئے

خدا کی سنت

ہے کہ ان کے پچھلے گناہوں اور کوتاہیوں کو معاف کر دیتا ہے۔ کہتا ہے انہوں نے جب میری خاطر سب کچھ چھوڑ دیا۔ تو میں بھی ان کے گناہوں کو چھوڑتا ہوں۔ آپ لوگ بھی چونکہ جہاد پر گئے تھے اس لئے خدا نے آپ کا نیا حساب کھولا ہے۔ اور جس طرح خدا تعالیٰ نے ایک قلم سے تمہاری پچھلی تمام کوتاہیوں اور سستیوں کو مٹا دیا ہے۔ اسی طرح میں بھی تمہیں ایک ہی بات کہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ اب تمہارا نیا حساب شروع ہوا ہے۔ پچھلی جو کچھ خدا تعالیٰ کا تمہارے ذمہ تھا۔ وہ مٹ گیا۔ اور تم بالکل سفید کاغذ ہوگیا۔ اب تم اس کو ذرا سی احتیاط اور کوشش سے ہمیشہ کے لئے صاف رکھ سکتے ہو۔ کسی میں بیجا خود پسندی ہوتی ہے کسی میں بیجا بزدلی ہوتی ہے کسی میں بیجا سختی کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ کسی میں بے جا کبر ہوتا ہے۔ کسی میں دوسروں کا حق مارنے کی بدعادت ہوتی ہے۔ کسی میں اور بیجا خواہشات ہوتی ہیں۔ ان سب بیجا باتوں کو خدا نے ایک ہی بار سے مٹا دیا ہے۔ اب تمہارے لئے موقع ہے کہ دوبارہ کوئی ایسی بات نہ ہونے دو۔ دیکھو اگر کوئی سوار گھوڑ دوڑ میں پیچھے رہ جائے۔ اور آگے نکل جانے والے سوار ٹھہر جائیں۔ تو اس کے لئے موقع ہوتا ہے کہ ان کیساتھ مل جائے۔ اسی طرح تمہارے لئے موقع ہے کہ تم روحانیت میں تیزی کیساتھ بڑھ جاؤ۔ تم خدا کیلئے اپنے گھروں سے نکلے تھے۔ خدا نے تمہارے حساب کو جو اسکا تمہارے ذمہ تھا مٹا دیا۔ اور تم ایسے ہی ہو گئے جیسے کوئی انسان نہا کر میل کچیل سے صاف ہو کر نکل آئے۔ اس بات سے تم فائدہ اٹھاؤ۔ اور آئندہ کیلئے احتیاط کرو۔ کہ اب تم پر کسی قسم کی ناپاک چھینٹیں نہ پڑیں۔ پس تمہارے لئے میری یہی مختصر سی نصیحت ہے۔ اور یہی سب باتوں کی جامع ہے۔ تم نے جو کچھ کیا۔ اس کا تو

بدلا خدا تعالےٰ ہی دے گا

ہاں میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے دل تمہارے ساتھ تھے جب تم گئے۔ اور ہمارے دل تمہارے ساتھ تھے جب تم وہاں رہے اور ہمارے دل تمہارے ساتھ ہیں جبکہ تم واپس آئے۔ اسیطرح ہماری دعائیں تمہارے ساتھ تھیں جب تم گئے ہماری دعائیں تمہارے ساتھ تھیں جب تم رہے اور ہماری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔ جبکہ ہر گھڑی اور ہر قدم پر ہم تمہارے ساتھ شریک تھے۔ ہمیں خدا سے امید ہے کہ ہمیں بھی ثواب سے محروم نہ رکھیگا کیونکہ ہم اسلئے یہاں رہے۔ کہ یہاں رہکر وہاں جانے کی نسبت زیادہ خدا کے دین کی خدمت کر سکیں۔ تم نے اپنے عمل سے کام کیا جسکو ہم نے اپنی نیت کیا۔ اس لئے ہم سب ایک ہی میدان میں کھڑے تھے۔ انسانی دعائیں اور تدبیریں جو ہم کر سکتے تھے۔ کیں۔ اور انسان جسقدر بلند کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔ اتنا کیا۔ لیکن تمہارے لئے اصل خوشی کی جو بات ہے۔ وہ یہ ہے کہ اب خدا نے تم سے

نیا حساب

شروع کر دیا ہے۔ اس نئی کاپی کو صاف رکھنے کی کوشش کرو تاکہ مرنے کے وقت تمہاری حالت ویسی ہو جیسے ایک عربی شاعر نے کہا ہے

انت الذی ولدتک امک باکیا
والناس حولک یضحکون سرورا
فاحرص علی ان تکون اذا بکوا
فی وقت موتک ضاحکا مسرورا

شاعر کہتا ہے۔ اے شخص تو وہ ہے کہ جب پیدا ہوا تھا تو رو رہا تھا اور لوگ خوشی سے ہنس رہے تھے کہ ہمارے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ اب تم کو چاہئے کہ لوگوں سے اسکا بدلہ لے۔ اور مومن شریفانہ بدلا لیتا ہے پس تو اسطرح بدلا لے کہ ایسے عمل کر کہ جب مرنے لگے تو تو ہنس رہا ہو۔ کہ میں اپنی ذمہ داری کو پورا کر چلا ہوں۔ اور لوگ رو رہے ہوں۔ کہ ایسا نفع رساں انسان ہم [illegible] جدا ہو رہا ہے۔

پس تم اس موقعہ [illegible] اٹھا کر ایسے ہی بن جاؤ۔ یہی ساری نفسانی کی جڑ ہے [illegible] ناکامیابیوں کا گڑھ ہے۔ اب میں

ہرایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ "الفضل" (ایڈیٹر)

ایک بشارت

حضرت شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ کے ترجمہ والی خوشنما

حمائل شریف

جس کے متعلق پہلے بھی احباب کو اطلاع دی جا چکی ہے۔ کہ چند جلدیں چھپ ہوئی ہیں۔ نہایت خوشخط اور واضح اور صاف چھپی ہوئی۔ مجلد چرمی قیمتی پانچ روپے چار آنہ

اس میں قریباً ۸ صفحات میں قرآن شریف کے مضامین کی فہرست بھی شامل ہے۔ تقطیع احمدی حمائل شریف کے برابر ہے۔ ضرورت مند احباب جلد سے جلد منگالیں۔ ورنہ اس نادر تحفہ کا ملنا بعد میں مشکل ہو گا۔

پاکٹ سفری حمائل شریف مترجم جو چھوٹی سے چھوٹی عام جیب میں بآسانی رکھی جاسکتی ہے۔ وزن زیادہ سے زیادہ ایک پاؤ تک ہے۔ خوشخط اور واضح اور کاغذ ولایتی مجلد قیمت

آریوں کی تردید میں ہر قسم کے **ٹریکٹ** اور کتب بھی پتہ ذیل سے طلب کریں۔ **مینجر کتاب گھر قادیان**

آنکھوں کا ستارہ

کیا آپ کی نظر کمزور ہے۔ بینائی میں کمی ہونے سے تکلیف اٹھاتے ہیں۔ کیا دھند جالا۔ ککرے۔ خارش چشم سے دکھیا ہیں۔ کیا سیلان رطوبت گندہ پانی اور جلن اور پلکوں کی خرابی سے غم رسیدہ ہیں۔ تو آپ خدا کے فضل سے سرمہ ستارہ آنکھ استعمال کریں۔

کیا آپ آنکھوں کی بہتری چاہتے ہیں۔ ستاروں کی مانند چمکتی آنکھیں پسند ہیں۔ بینائی ہمیشہ کیلئے قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ پڑھائی لکھائی کا کام سلامتی سے کرنا منظور ہے۔ تو آنکھوں کا ستارہ استعمال کرکے نظر کو تیز آنکھوں کو پرنور اور روشنی کو بڑھا کر خدا کا شکر کریں۔ قیمت فی شیشی ۱۲ /

عبدالرحمٰن کاغانی خادم دوا خانہ رحمانی قادیان ضلع گورداسپور

الفضل میں اشتہار دینے والوں کو مژدہ

الفضل سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مسلمہ آرگن ہے۔ پرچہ کے فائل احباب جماعت احمدیہ محفوظ رکھتے ہیں اور ایک ایک پرچہ دس دس بیس بیس آدمی دیکھتے ہیں۔ اس لئے اس کی اشاعت بہت بڑی اشاعت ہے۔ نیک نیت مشتہروں کے لئے بہترین موقعہ ہے۔ نرخ حسب ذیل ہے۔ جو عنقریب بڑھا دیا جائے گا۔ کیونکہ اشاعت پہلے سے دوچند ہے۔

مدت	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۴۸ بار	۳۰۰	۱۰۲	۷۰	۴۰	۲۶	۲۲
۲۴ بار	۱۰۶	۵۴	۳۸	۲۲	۱۴	۱۲
۱۲ بار	۵۵	۳۰	۳۰	۱۲	۸	۶
۴ بار	۲۲	۱۴	۸	۵	۴	۳
۲ بار	۱۴	۶	۵	۳	۲½	۲
۱ بار	۶	۴	۳	۲	۱½	۱

ضمیمہ دو صفحے بالمقطع بارہ روپے فی سطر ۳/

مینجر الفضل قادیان

موتیوں کا سرمہ

مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح کا مجرب

میں عرصہ تک بعارضہ مرض ککرے بیمار رہا اور میری دلی خواہش تھی کہ آنکھوں کے لئے کوئی ایسا مجرب سرمہ تیار کیا جائے۔ جو آنکھوں کی جملہ بیماریوں کے لئے مفید ہو۔ سو حضرت مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اول جو علم طب کے بادشاہ تھے۔ آپ کا یہ مجرب سرمہ جس میں موتی ممیرا وغیرہ قیمتی اجزا پڑتے ہیں۔ بڑی محنت سے تیار کیا گیا ہے۔ یہ سرمہ ککرے ضعف بصر خارش چشم پھولا۔ پانی بہنا۔ سفیدی چشم۔ دھند جالا۔ پڑبال۔ ابتدائی موتیا بند غرضکہ آنکھوں کی جملہ بیماریوں کیلئے بدرجہ غایت مفید ہے۔ اور اس کے لگاتار استعمال سے عینک کی حاجت نہیں رہتی۔

ایک فوجی کی شہادت

جناب حوالدار محمد حسین خان حال مختار خان بہادر جناب مرزا سلطان احمد صاحب لکھتے ہیں کہ جو سرمہ موتیوں کا میں نے آپ سے برائے ککرے و پانی بہنا اور سرخی۔ جالا و دھند کے لئے خریدا تھا اس نے چند روز بلکہ ایک ہفتہ کے اندر اتنا فائدہ دیا جو بیان سے باہر ہے۔ صرف ایک ہفتہ کے لگانے سے ککرے بالکل جاتے رہے اور پانی بند ہو گیا۔ لکھنے کے وقت جو ایک کے دو دو حروف نظر آتے تھے۔ یہ شکایت بھی بالکل رفع ہو گئی۔ سرخی جو ہر وقت رہتی تھی وہ بھی رفع ہو گئی۔ میں آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور خدا تعالیٰ کریم سے صبح و شام دعا گو ہوں کہ خدا آپ کی زندگی لمبی کرے۔ تاکہ آپ عام الناس کو فائدہ پہنچاتے رہیں۔

ملنے کا پتہ:- مینجر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا)

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

ایک بشارت

حضرت شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ کے ترجمہ والی خوشنما حمائل شریف

جس کے متعلق پہلے بھی احباب کو اطلاع دی جا چکی ہے ۔ کہ چند جلدیں مہیا ہوئی ہیں ۔ نہایت خوشخط اور واضح اور صاف چھپی ہوئی ۔ مجلد چرمی قیمتی پانچ روپے چار آنہ

اس میں قریباً ۱۰ صفحات میں قرآن شریف کے مضامین کی فہرست بھی شامل ہے ۔ تقطیع احمدی حمائل شریف کے برابر ہے ۔ ضرورت مند احباب جلد سے جلد منگا لیں ورنہ اس نادر تحفہ کا ملنا بعد میں مشکل ہوگا ۔

پاکٹ سفری حمائل شریف معرّا جو چھوٹی سے چھوٹی عام جیب میں بآسانی رکھی جا سکتی ہے ۔ وزن زیادہ سے زیادہ ایک پاؤ تک ہے ۔ خوشخط اور واضح اور کاغذ ولایتی مجلد قیمت ۱۲/

آریوں کی تردید میں ہر قسم کے **ٹریکٹ** اور کتب بھی پتہ ذیل سے طلب کریں **مینیجر کتاب گھر قادیان**

آنکھوں کا ستارہ

کیا آپ کی نظر کمزور ہے ۔ بینائی میں کمی ہونے سے تکلیف اٹھاتے ہیں ۔ کیا دھند ۔ جالا ۔ ککرے ۔ خارش چشم سے دکھیا ہیں ۔ کیا لیدار رطوبت گندہ پانی اور جلن اور پلکوں کی خرابی سے غم رسیدہ ہیں ۔ تو آپ خدا کے فضل سے سرمہ ستارہ آنکھ استعمال کریں ۔

کیا آپ آنکھوں کی بہتری چاہتے ہیں ۔ ستاروں کی مانند چمکتی آنکھیں پسند ہیں ۔ بینائی ہمیشہ کیلئے قائم رکھنا چاہتے ہیں ۔ پڑھائی لکھائی کا کام سلامتی سے کرنا منظور ہے ۔ تو آنکھوں کا ستارہ استعمال کر کے نظر کو تیز آنکھوں کو پر نور اور روشنی کو بڑھا کر خدا کا شکر کریں ۔ قیمت فی شیشی عہ

عبدالرحمٰن کاغانی دواخانہ عثمانی قادیان ضلع گورداسپور

الفضل میں اشتہار دینے والوں کو مژدہ

الفضل سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مرکزی آرگن ہے ۔ پرچہ کے فائل احباب جماعت احمدیہ محفوظ رکھتے ہیں اور ایک ایک پرچہ دس دس بیس بیس آدمی دیکھتے ہیں ۔ اس لئے اس کی اشاعت بہت بڑی اشاعت ہے ۔ نیک نیت مشتہروں کے لئے بہترین موقعہ ہے نرخ حسب ذیل ہے ۔ جو عنقریب بڑھا دیا جائے گا ۔ کیونکہ اشاعت پہلے سے دوچند ہے ۔

مدت	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۵۲ بار	۳۰۰	۱۰۲	۷۰	۴۴	۲۶	۲۲
۲۶ بار	۱۰۷	۵۴	۳۸	۲۲	۱۴	۱۲
۱۲ بار	۵۵	۳۰	۲۰	۱۲	۸	۷
۴ بار	۲۲	۱۲	۸	۵	۴	۳
۲ بار	۱۲	۷	۵	۳	۲½	۲
۱ بار	۷	۴	۳	۲	۱½	۱

ضمیمہ دو صفحے بالمقطع بارہ روپے فی سطر ۳/
مینیجر الفضل قادیان

موتیوں کا سرمہ

مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح کا مجرب

میں عرصہ تک بعارضہ مرض ککرے بیمار رہا اور میری دلی خواہش تھی کہ آنکھوں کے لئے کوئی ایسا مجرب سرمہ تیار کیا جائے ۔ جو آنکھوں کی جملہ بیماریوں کے لئے مفید ہو ۔ سو حضرت مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اول جو علم طب کے بادشاہ تھے ۔ آپ کا یہ مجرب سرمہ جس میں موتی ممیرا وغیرہ قیمتی اجزا پڑتے ہیں بڑی محنت سے تیار کیا گیا ہے ۔ یہ سرمہ ککرے ضعف بصر خارش چشم ۔ پھولا ۔ پانی بہنا ۔ سفیدی چشم ۔ دھند جالا ۔ پڑبال سابتدائی موتیا بند غرضکہ آنکھوں کی جملہ بیماریوں کیلئے بدرجہ غایت مفید ہے ۔ اور اس کے لگاتار استعمال سے عینک کی حاجت نہیں رہتی ۔

ایک فوجی کی شہادت جناب حوالدار محمد حسین حال مختار خاں بہادر جناب مرزا سلطان احمد صاحب لکھتے ہیں کہ جو سرمہ موتیوں کا میں نے آپ سے برائے ککرے و پانی بہنا اور سرخی ۔ جالا و دھند کے لئے خریدا تھا اس نے چند روز بلکہ ایک ہفتہ کے اندر اتنا فائدہ دیا جو بیان سے باہر ہے ۔ صرف ایک ہفتہ کے لگانے سے ککرے بالکل جاتے رہے اور پانی بند ہو گیا ۔ لکھنے کے وقت جو ایک کے دو دو حروف نظر آتے تھے ۔ یہ شکایت بھی بالکل رفع ہو گئی ۔ سرخی جو ہر وقت رہتی تھی وہ بھی رفع ہو گئی ۔ میں آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ اور خدا رحیم کریم سے صبح و شام دعاگو ہوں کہ خدا آپ کی زندگی لمبی کرے ۔ تاکہ آپ عام الناس کو فائدہ پہنچاتے رہیں ۔

ملنے کا پتہ :- مینیجر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا)